مولانا سید محبوب حسن واسطی

حضور ﷺ کا تعلیمی انقلاب

تدوینِ حدیث

﴿۴﴾

دوسری اور تیسری صدی ہجری کے محدثین

دوسری صدی ہجری اور اُس کے بعد کے چالیس ۴۰ سال میں تدوین حدیث کے اِرتقائی عمل میں درج ذیل محدثین کرامؒ نے اہم تاریخی کارنامے انجام دیئے۔

۱۔	امام عامر الشعبیؒ	(م ۱۰۹ھ)	ابواب الشعبی
۲۔	امام ابن شہاب زہریؒ	(م ۱۲۴ھ)	کتاب السیر (مدینہ۔ دمشق)
۳۔	موسیٰ بن عقبہ الاسدیؒ	(م ۱۴۱ھ)	مغازی موسیٰ بن عقبہ
۴۔	ابن جریجؒ	(م ۱۵۰ھ)	(مکہ مکرمہ) سنن ابی الولید
۵۔	امام اعظم ابو حنیفہؒ	(م ۱۵۰ھ)	کتاب الآثار (کوفہ)
۶۔	ابن اسحٰقؒ	(م ۱۵۱ھ)	کتاب المغازی (مدینہ)
۷۔	معمر بن راشدؒ	(م ۱۵۳ھ)	(یمن) جامع معمر بن راشد
۸۔	خالد بن جمیلؒ	(م ۱۵۳ھ)	(یمن)
۹۔	امام اوزاعیؒ	(م ۱۵۶ھ)	(شام)

۱۰۔	سعد بن ابی عروبہؒ	(م ۱۵۶ھ)	(بصرہ)
۱۱۔	ابن ابی ذئبؒ	(م ۱۵۹ھ)	(مدینہ منورہ)
۱۲۔	ربیع بن صبیح بصریؒ	(م ۱۶۰ھ)	(بصرہ)
۱۳۔	شعبہ بن حجاجؒ	(م ۱۶۰ھ)	مصنف شعبہ
۱۴۔	سفیان ثوریؒ	(م ۱۶۱ھ)	(کوفہ) جامع سفیان ثوری
۱۵۔	لیث بن سعد مصریؒ	(م ۱۷۵ھ)	مصنف لیث
۱۶۔	حماد بن سلمہؒ	(م ۱۷۶ھ)	بصرہ
۱۷۔	امام مالک بن انسؒ	(م ۱۷۹ھ)	موطا امام مالک (مدینہ)
۱۸۔	عبداللہ بن مبارکؒ	(م ۱۸۱ھ)	کتاب الزُّھد و الرقائق (خراسان)
۱۹۔	امام ابو یوسفؒ	(م ۱۸۲ھ)	کتاب الآثار (بغداد)
۲۰۔	امام جریر بن عبدالحمید	(م ۱۸۸ھ)	رَے
۲۱۔	امام محمد بن حسن الشیبانیؒ	(م ۱۸۹ھ)	کتاب الآثار کتاب الحجۃ (بغداد)
۲۲۔	سفیان بن عیینہؒ	(م ۱۹۸ھ)	مصنف سفیان
۲۳۔	امام شافعیؒ	(م ۲۰۴ھ)	کتاب الام۔ الرسالہ۔ مسند (مکہ مکرمہ)
۲۴۔	امام ابو داوٗد طیالسیؒ	(م ۲۰۴ھ)	مسند ابو داوٗد طیالسی (بصرہ)
۲۵۔	حافظ عبدالرزاق صنعانیؒ	(م ۲۱۱ھ)	مصنف عبدالرزاق (صنعا۔ یمن)
۲۶۔	ابو بکر حمیدیؒ	(م ۲۱۹ھ)	مسند حمیدی (مکہ مکرمہ)
۲۷۔	سعید بن منصورؒ	(م ۲۲۹ھ)	سنن سعید بن منصور (بلخ و مکہ مکرمہ)
۲۸۔	امام یحییٰ بن معینؒ	(م ۲۳۳ھ)	احوال الرجال (بغداد)
۲۹۔	ابو بکر بن ابی شیبہؒ	(م ۲۳۵ھ)	مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ و مسند (کوفہ)
۳۰۔	امام احمد بن حنبلؒ	(م ۲۴۱ھ)	مسند احمد (بغداد)

ان محدثین کرامؒ کے اسمائے گرامی کے ذکر میں سال وفات کی ترتیب ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے اور اصل مقصود تاریخی ترتیب کو حضرت امام احمد بن حنبلؒ تک لانا ہے تاکہ دیگر ائمہ حدیث کا جب عمومی ذکر ہو تو خدمتِ حدیث کے سلسلے میں اِن ائمہ اربعہ (حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا خصوصی ذکر ذرا زیادہ تفصیل سے ہو کہ اِن

ہوں نے پوری امت کی رہبری کی ہے، اور پوری امت نے ان کی مساعی کو سراہا ہے۔ پھر ان محدثین کرامؒ میں بعض حضرات ایسے بھی ہیں جنہوں نے کوئی تحریری سرمایہ نہیں چھوڑا ہے بلکہ بذریعہ زبانی تعلیم و تربیت سرمایۂ حدیث کو دوسروں تک منتقل کیا ہے۔

امام ابن شہاب زہریؒ

قریش مکہ کے مشہور قبیلے بنو زہرہ کی طرف نسبت کے باعث وہ زہری کہلائے۔ سال ولادت مختلف اقوال کی بنا پر ۵۰ھ اور ۵۸ھ کے درمیان ہے جبکہ سال وفات ۱۲۴ھ ہے۔ بچپن میں کچھ وقت مروان (م ۶۵ھ) کے ساتھ گزارا۔ عبدالملک کے دربار میں بھی رہے۔ ۸۱ھ میں ابن الاشعث کی بغاوت کے باعث مدینہ کو خیرباد کہا اور دمشق منتقل ہو گئے۔ عبدالملکؒ نے ان کی کافی مالی مدد کی۔ یزید ثانی (۱۰۴۔۱۰۵ھ) کے دور میں قاضی تھے اور اُس کے جانشین ہشام کے دور میں اُس کے بچوں کے اتالیق۔ اپنے وقت کے عظیم ترین محدث تھے۔ تین واسطوں سے امام بخاریؒ کے اُستاذ الاستاذ تھے۔ (امام بخاری، یحییٰ، عبدالرزاق، ابن جریج، ابن شہاب زہری) اور بعض اسناد حدیث میں دو واسطوں سے امام بخاری کے اُستاذ الاستاذ (امام بخاری، عبداللہ بن مسلمہ ابراہیم بن سعد، ابن شہاب زہری) ان کے علم و فضل اور محبت حدیث کے باعث مجدد الف اوّل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور انہوں نے خلیفۂ وقت کے حکم پر سرکاری سرپرستی میں تدوین حدیث کے سلسلے میں عظیم خدمات انجام دیں۔ انہی عظیم خدمات کی بنا پر علامہ ابن حجر عسقلانیؒ انہیں تاریخ اسلام کا سب سے پہلا مدوّن حدیث قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

> **اَوّل مَنَ دوَّن الحدیث ابن شھاب الزھری علی راس المأۃ بأمر عمر بن عبدالعزیز ثم کثر التدوین وحصل بذلك خیر کثیر (۱)**
>
> پہلی صدی ہجری کے آخر میں سب سے پہلے وہ شخص جنہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم پر حدیث مدوّن کی (احادیث کی جمع و ترتیب) ابن شہاب زہریؒ ہیں۔ پھر تو تدوین (ترتیب و تالیف) کی کثرت ہو گئی اور اُس سے خوب خوب خیر و برکت ہوئی۔

امام ابن شہاب زہریؒ زبردست حافظے کے مالک تھے۔ وہ بوڑھے نوجوان عورت مرد

سب کے پاس احادیث دریافت کرنے جاتے اور سن کر تحقیق و تدقیق کے بعد احادیث لکھ لیتے۔ اس طرح اُن کے پاس حدیث کا عظیم ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اپنے شاگردوں کو ان احادیث کو دوسروں تک پہنچانے کی انہوں نے فراخدلی کے ساتھ اجازت دی، اس طرح ان کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہو گئی۔ سیرت و مغازی کے امام اور عظیم مورخین ابن اسحٰق، الواقدی، ابن سعد اور الطبری سب نے اِن سے استفادہ کیا ہے۔ اکابر تابعین سے انہوں نے علم حدیث حاصل کیا، جن میں حضرت سعید بن المسیبؒ اور عروۃ بن الزبیرؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت سعید بن المسیبؒ کے ساتھ بالخصوص ان کی طبعی مناسبت تھی۔ دس سال تک یہ اُن کے ساتھ رہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ)

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: نعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان امام صاحبؒ کے پوتے اسمٰعیل بن حماد نے نسب نامہ اسی طرح بیان کیا۔

مورخ ابن خلکان کا بیان کردہ نسب نامہ اس طرح ہے، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ۔

علامہ شبلیؒ نے تطبیق اس طرح کی کہ امام صاحبؒ کے دادا زوطی جب اسلام لائے ہوں گے تو اُن کا اسلامی نام نعمان رکھ دیا گیا ہو گا اور امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل نے ان کے اسی اسلامی نام کا ذکر کیا۔ امام صاحبؒ کے والد حضرت ثابت کو زمانۂ طفولیت میں امام صاحب کے دادا نعمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تھے اور بقول اسمٰعیل بن حماد حضرت علیؓ نے اُن کے لئے دعا برکت فرمائی تھی۔ یہ اُسی دعا کا نتیجہ تھا کہ اُن سے امام صاحبؒ کے خاندان کو ہمیشہ ایک خصوصی تعلق رہا۔ دوسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کے سلسلے میں ایک محترم نام حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ آپ کے فضائل و مناقب، آپ کی خدمت حدیث آپ کے اساتذہ و تلامذہ، آپ کی علمی کاوشیں اور ان کی تاریخی اہمیت چند عنوانات کے تحت درج ذیل ہے:

(الف) مناقب امام اعظمؒ

حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اللہ پاک نے دیگر ائمہ حدیث و فقہ کے مقابلے میں بعض انفرادی عزتوں سے نوازا۔ مثلاً

۱۔ ابھی آپ کم سن تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت ثابتؒ کا انتقال ہو گیا تو حضرت امام جعفر صادقؒ نے آپ کی والدہ ماجدہ سے نکاح کر لیا اور اس طرح آپ کو حضرت امام جعفر صادق کی سرپرستی و تربیت کی عزت نصیب ہو گئی۔ (۲)

۲۔ آپ نے جیسے ہی ہوش سنبھالا تو دیکھا کوفے میں ہر سو احادیث کا چرچا ہے۔ آپ کے اُستاد حضرت عامر الشعبیؒ نے پانچ سو صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ اُن کی ترغیب پر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تحصیل علم حدیث کا قصد کیا اور چار ہزار مشائخ تابعینؒ و کبار تبع تابعینؒ سے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی۔ (۳)

۳۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے متعدد صحابہؓ کا زمانہ پایا اور اُن سے ملاقات کی۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

ادرك الامام ابوحنيفةؒ جماعة من الصحابة لانّه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذٍ من الصحابة عبداللّٰه بن ابى اوفىٰ فانّه مات بعد ذلك بالاتفاق و باالبصرة يومئذٍ انس بن مالك و مات سنة تسعين او بعدها، فهو بهذا الا عتبار من التابعين ۔ (۴)

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے ملاقات کی کیونکہ وہ ۸۰ھ میں کوفے میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت کوفے میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ موجود تھے اور بالاتفاق انکا انتقال ۸۰ھ کے بعد ہوا ہے اور بصرہ میں اس وقت حضرت انس بن مالکؓ موجود تھے، جن کا انتقال ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔ اس اعتبار سے وہ تابعین میں سے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکیؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ادرك الامام الاعظم ثمانيةً من الصحابة ۔ (۵)

حضرت امام اعظمؒ نے آٹھ صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔

صاحب ''تقریب'' نے درج ذیل بائیس صحابہ کرامؓ کا ذکر کیا ہے جن کا زمانہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے پایا۔ سال وفات کی ترتیب کے اعتبار سے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۶)

۱۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ (م ۸۳ھ)

۲۔ حضرت طارق بن شہاب بجلی کوفیؓ (م ۸۳ھ)

۳۔ حضرت واثلۃ بن الاسقعؓ (م ۸۵ھ)

۴۔ حضرت عمرو بن حریثؓ (م ۸۵ھ)

۵۔ حضرت ابوامامہ باہلیؓ (م ۸۶ھ)

۶۔ حضرت بسر بن ارطاۃؓ (م ۸۶ھ)

۷۔ حضرت قبیصہ ابن ذویبؓ (م ۸۶ھ)

۸۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ (م ۸۷ھ)

۹۔ حضرت مقدام بن معدیکربؓ (م ۸۷ھ)

۱۰۔ حضرت سہل بن سعدؓ (م ۸۸ھ)

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن ثعلبہؓ (م ۸۹ھ)

۱۲۔ حضرت عتبیٰ بن عبدالسلمیؓ (م ۹۰ھ)

۱۳۔ حضرت سائب بن یزیدؓ (م ۹۱ھ)

۱۴۔ حضرت مالک بن اوسؓ (م ۹۲ھ)

۱۵۔ حضرت انس بن مالکؓ (م ۹۳ھ)

۱۶۔ حضرت مالک بن جویریثؓ (م ۹۴ھ)

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن بسرؓ (م ۹۶ھ)

۱۸۔ حضرت محمود بن لبیدؓ (م ۹۶ھ)

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزءؓ (م ۹۹ھ)

۲۰۔ حضرت عبداللہ بن الحارث بن نوفلؓ (م ۹۹ھ)

۲۱۔ حضرت اسعد بن سہلؓ (م ۱۰۰ھ)

۲۲۔ حضرت ابوالطفیلؓ (م ۱۱۰ھ)

علامہ ابن حجر مکیؒ نے شرح مشکوٰۃ میں درجہ ذیل دس صحابہؓ سے امام ابوحنیفہؒ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ (م ۸۲ھ)

۲۔ حضرت واثلہ بن الاسقعؓ (م ۸۵ھ)

۳۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ (م ۸۷ھ)

۴۔ حضرت سہل بن سعدؓ (م ۸۸ھ)

۵۔ حضرت انس بن مالک (م ۹۳ھ)

۶۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ (م ۹۴ھ)

۷۔ حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدیؓ (م ۹۹ھ)

۸۔ حضرت ابوالطفیلؓ (م ۱۱۰ھ)

۹۔ حضرت عائشہ بنت عجردؓ (م ۔ھ)

۱۰۔ حضرت معقل بن یسارؓ (م ۔ھ)

(نقلہ، مفتی عزیز الرحمٰن فی امام اعظم ابوحنیفہؒ : ص ۴۰)(۶/الف)

علامہ ذہبیؒ کا بیان ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کو متعدد مرتبہ دیکھا اور علامہ سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ میں ابو محشر کے حوالے سے اُن کی درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

ابوحنیفہ عن انس بن مالك قال سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم۔ (۷)

ابوحنیفہؒ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اپنی کم سنی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۹۶ھ میں جب وہ ۱۶ سال کے تھے اور اپنے والد کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک ہجوم (جہاں حلقہ ہو رہا تھا) دیکھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن الحارث بن الجزء الزبیدیؓ کا حلقہ ہے (یعنی لوگ اُن کے گرد جمع ہیں) اس پر میں ذرا آگے بڑھا اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ:

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من تفقہ فی دین

اللّٰہ کفاہ اللّٰہ مھمہ ویرزقہ من حیثیت لایحتسب (۸)

جس نے دین کی سمجھ حاصل کرلی تو اللہ تعالیٰ اُس کے مقاصد کا ذمہ دار ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عبداللہ بن الحارثؓ کی مذکورہ بالا روایات کے علاوہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ تیسرے صحابی رسول ہیں جن سے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل روایت نقل کی۔

من بنیٰ للّٰہ مسجداً بنیٰ اللّٰہ لہٗ بیتا فی الجنۃ۔ (۹)

جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی، اللہ پاک اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے نہ صرف متعدد صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی بلکہ اُن سے حدیث بھی روایت کی ہے اور یہ کہ وہ تابعی ہیں۔

(ب) امام اعظمؒ اور خدمتِ حدیث

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے درج ذیل تین طریقوں سے حدیث کی خدمت کی:

۱۔ تاریخ علم حدیث میں "ابواب الشعبی" کے بعد جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اُستاذ حضرت عامر الشعبیؒ نے لکھی تھی پہلی بار فقہی ابواب کے لحاظ سے مرتبہ احادیث پر مشتمل "کتاب الآثار" حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تالیف فرمائی اور اس طرح بعد کے دور میں نہ صرف "موطا امام مالک" کی تالیف کی راہ ہموار ہوئی بلکہ اصحاب السنن (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) کو بھی رہنمائی ملی۔

۲۔ محدثین حضرات کی ایک بڑی جماعت کو اس کی ترغیب ہوئی کہ وہ مسند امام اعظمؒ کے نام سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ احادیث کو جمع کریں۔ ان محدثین کرامؒ میں حافظ ابن عساکرؒ، حافظ ابن مندہؒ، ابو نعیم اصبہانیؒ، حافظ ابن عدیؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ جیسے اکابر محدثین بھی شامل ہیں۔ اس طرح تقریباً ۲۰ مسانید وجود میں آگئیں۔ حضرت امام ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمیؒ (۵۹۳ھ تا ۶۶۵ھ) نے اُس وقت تک جو ۱۵ مسانید وجود میں آگئی تھیں، سندوں اور مکرر احادیث کو حذف کرکے ایک جامع المسانید (المشہور بہ مسند خوارزمیؒ و مسند امام اعظمؒ) تیار کی۔ یہ کتاب حیدر آباد (دکن) سے ۱۳۳۲ھ میں اور پھر سمندری (لائل پور، پاکستان) سے ۱۳۹۶ھ

میں دو جلدوں میں طبع ہوئی: صفحات جلد۔۱ (۵۶۰) اور جلد۔۲ (۵۹۲)

۳۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ذریعے احادیث سے فقہی مسائل کے استنباط کا دروازہ کھلا اور اس طرح فقہی احادیث کی مزید جستجو کے لئے راہ ہموار ہوئی۔

(ج) تالیفات امام اعظمؒ

درج ذیل کتب امام صاحب کی طرف منسوب ہیں:

۱۔ **فقہ اکبر:** عقائد نسفی کی طرح عقائد کا ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ فخر الاسلام بزودیؒ، عبد العلی بحر العلوم اور فقہ اکبر کے شارحین نے اس رسالے کو امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے، مگر علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرۃ النعمان (۹/الف) میں اس پر شبہے کا اظہار کیا ہے۔

۲۔ **العالم و المتعلم** :سوال وجواب کی شکل میں ایک مختصر رسالہ ہے۔

۳۔ **کتاب الآثار:** ابو المؤید الخوارزمیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ احادیث پر مشتمل اسناد و مکرر احادیث حذف کر کے ۱۵ مسانید کا جو مجموعہ "جامع المسانید" کے نام سے تیار کیا تھا، یہ اُسی میں کی ایک مسند ہے۔ جسے امام محمدؒ نے قال اَخبرنا ابوحنیفہؒ عن فلان...... کہہ کر امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے عظیم محدث نے اسے امام اعظمؒ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ دیگر کتب احادیث کی طرح اس کتاب کے بھی بہت سے راوی ہیں جن میں یہ چار مشہور ہیں: امام ابو یوسفؒ، امام محمد شیبانیؒ، امام زفرؒ اور امام حسن بن زیادؒ، امام ابو حنیفہؒ کا یہ انتخاب ۴۰ ہزار احادیث میں سے ہے۔ یہ مختصر سا انتخاب ہے، ورنہ امام صاحب کے پاس کثیر تعداد میں احادیث جمع تھیں۔

علم حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی اس تالیف کی ایک تاریخی اہمیت یہ ہے کہ یہ اس دوسری صدی ہجری کی اس کے بعد تالیف کی جانے والی عظیم کتاب "موطا امام مالکؒ" کا ماخذ ہے۔ موطا امام مالکؒ کو حضرات محدثین میں بڑی پذیرائی ملی اور بہت جلد یہ دنیا کی حدیث شریف کی مقبول ترین کتاب بن گئی۔ اس کی مدح میں قاضی عیاضؒ کے اشعار ملاحظہ ہوں ؎

اِذا ذکرت کتب الحدیث فحی
هل بکتب الموّطا من مصنف مالك
اَصحّ احادیثاً و اثبت حجّةً

وَاَوضحهافی الفقه نهجاً لسالك(١٠)

جب احادیث کی کتابوں کا ذکر ہو تو امام مالکؒ کی "موطا" کو لے آ، کہ وہ صحیح ترین احادیث پر مشتمل اور باعتبار دلیل قوی تر ہے اور فقہ حاصل کرنے والے کے لئے اُس سے واضح تر کوئی راستہ نہیں۔

رئیس المحدثین حضرت ابوزرعہ رازیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

اگر شخصے بہ طلاق زن خود سوگند خورد کہ آنچہ در موطا است بلاشک و شبہ صحیح است حانث نہ شود وایں وثوق واعتماد بر کتابی دیگر نیست (۱۱)

اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھا بیٹھے کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں کہ جو کچھ موطا امام مالک میں ہے (یعنی اُس کی احادیث) بلاشک و شبہ صحیح ہے تو اُس شخص کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ (وہ حانث نہ ہوگا) اور اُس کی عورت کو طلاق نہ ہوگی۔ یہ وثوق واعتماد کسی دوسری کتاب پر نہیں۔

لیکن خود امام مالکؒ اس سلسلے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے کتنے مقروض ہیں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا تاکہ حدیث کی اس کتاب "موطا" سے پہلے مرتب کی جانے والی "کتاب الآثار" کو بھی صحیح تناظر میں دیکھا جاسکے۔ عظیم محدث عبدالعزیز دراوردیؒ فرماتے ہیں:

كان مالكؒ ينظر فی كتب ابی حنيفة و ينتفع بها ـ (١٢)

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کا امام مالکؒ مطالعہ کیا کرتے اور اُن سے نفع اندوز ہوتے تھے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شرف اوّلیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

امام ابو حنیفہؒ کے اُن فضائل میں سے جن میں وہ یگانۂ روزگار ہیں ایک یہ فضیلت بھی ہے کہ انہوں نے پہلی بار شریعت کی تدوین کی اور اُسے باب در باب واضح کرکے مرتب کیا۔ حضرت امام مالکؒ نے اپنی موطا کی ترتیب میں امام ابو حنیفہ کا اتباع کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔ (۱۳)

"کتاب الآثار" کی اہمیت کے پیش نظر متعدد محدثینؒ نے اس کی شروح لکھیں مثلاً:

۱۔ حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغاؒ: شرح کتاب الآثار

۲۔ حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغاؒ: رجال کتاب الآثار

۳۔ حافظ ابو بکر ابن حمزۃ الحسینیؒ : التذکرۃ لرجال العشرۃ

(صحاح ستہ اور ائمہ اربعہؒ کے رجال پر بشمول رُواۃ کتاب الآثار)

۴۔ ابن حجر عسقلانیؒ : الایثار لذکر رواۃ الآثار

۵۔ ابن حجر عسقلانیؒ : تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الاربعۃ

(رجال ائمہ اربعہ، امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ و شافعیؒ و احمد بن حنبلؒ بشمول رجال "الآثار")

۴۔ **جامع المسانید**: اس کتاب پر کچھ لکھنے سے پیشتر مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا درج ذیل ارشاد پیش خدمت ہے۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ (۱۴)

۱۔ صاحب کتاب یا مصنف ہونے کے لئے یہی ضروری نہیں ہے کہ وہ خود ہی ہاتھ میں قلم و دوات لے کر بیٹھے تب ہی وہ کسی کتاب کا مصنف یا پھر مولف ہو سکتا ہے۔

۲۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اسی وجہ سے اس کو کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اُس کی جمع و ترتیب کا کام اوّلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بایں معنی کہ آپ نے فرمادیا کہ اس سورت کو یا اس آیت کو فلاں جگہ لکھ دو۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِن متفرق سورتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔

۳۔ بہت سے ائمہ ہیں جن کی طرف احادیث کے بڑے بڑے ذخیرے منسوب ہیں لیکن اُنہوں نے اپنے قلم سے ان کو مدوّن نہیں کیا مثلاً مسند امام احمد کے بارے میں علما کی یہی رائے ہے۔

۴۔ بہت سے مولف یا مصنف نابینا ہوئے ہیں اور اُنہوں نے کتابیں املا کرائی ہیں مثلاً مصر کے ڈاکٹر طٰہٰ۔

۵۔ بہت سے مشائخ کی تقریریں جن کو تلامذہ لکھ لیتے ہیں، اُن کی طرف منسوب ہوتی ہیں نہ کہ اُن تلامذہ کی طرف مثلاً معانی الاخبار از امام ابو بکر محمد بن اسحٰق الکلاباذیؒ۔

۶۔ اکابر کے انتقال کے بعد اُن کے خطوط کو جمع کر کے شائع کیا جاتا ہے۔

یہ تمام صورتیں وہ ہیں کہ جن کی وجہ سے کتاب کا مصنف کوئی اور ہوتا ہے اور جامع کوئی اور، لیکن کتاب کو جامع کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا۔ اسی قاعدے پر امام صاحبؒ کی کتابوں کو بھی منطبق کرنا چاہئے تو پھر انشاءاللہ امام صاحبؒ کی کتابوں کی تعداد معلوم ہو جائے گی۔

"مسند امام اعظمؒ" کے نام سے مختلف ادوار میں آپ کے شاگردوں یا شاگردوں کے شاگردوں نے جو امام صاحب کی روایت کردہ احادیث جمع کیں وہ اسی قبیل سے امام صاحبؒ کی تالیفات میں شمار ہوتی ہیں، اگرچہ ان کے جامع دوسرے حضرات تھے۔ مثلاً درج ذیل ۱۵ جامع محدثین جن کی مسانید کو امام ابوالموید خوارزمیؒ نے بعد حذفِ اسانید و مکرر احادیث ایک کتاب "جامع المسانید" میں جمع کر دیا:

۱۔ امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی المعروف بہ عبداللہ اُستاذؒ

۲۔ امام حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد جعفر شاہد عدلؒ

۳۔ امام حافظ ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰؒ

۴۔ امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانیؒ

۵۔ شیخ ثقہ العدل ابو بکر محمد عبدالباقی بن محمد انصاریؒ

۶۔ امام حافظ صاحب جرح و تعدیل ابو محمد احمد بن عبداللہ بن عدی جرجانیؒ

۷۔ امام حسن بن زیادہ لولوئیؒ

۸۔ حافظ عمر بن حسن انصاریؒ

۹۔ امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعیؒ

۱۰۔ حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخیؒ

۱۱۔ امام ابو یوسفؒ

۱۲۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ

۱۳۔ امام حماد بن امام ابو حنیفہؒ

۱۴۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ (نیز)

۱۵۔ حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن العوام سعدیؒ

امام خوارزمیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے جن شاگردوں یا شاگردوں کے شاگردوں (اصحاب ابی حنیفہؒ) نے اُن مسانید کو آپ سے روایت کیا ہے وہ پانچ سو یا اس سے کچھ زیادہ

ہیں اور اُن میں مسند امام شافعیؒ (جس کے جامع محمد بن یعقوب اصم ہیں) کی روایات کے مشائخ اور امام احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم کے شیوخ بھی شامل ہیں۔ (۱۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ امام خوارزمیؒ اور مسانید حضرت امام اعظم کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ان میں اس وقت کثرت سے دو مسند رائج اور مشہور ہیں: ایک حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثیؒ کی مسند اور دوسرے حافظ وقت حسین بن محمد بن خسروؒ کی مسند۔ چنانچہ راقم الحروف کو بھی ان تینوں مسندوں کی اپنے شیوخ سے اجازت پہنچی ہے۔ (۱۶)

۳۳ کتب پر مشتمل "مسند امام اعظمؒ" کا ایک نسخہ (بروایت خصکفیؒ) لاہور سے بھی شائع ہوا ہے۔ جامع مسند شیخ محمد عابد سندھی انصاری، نظر ثانی و اصلاح مولانا خورشید عالم، اُستاد دارالعلوم، دیوبند، پیش لفظ مختار علی ڈائرکٹر مسلم اکیڈمی دیوبند (کل احادیث ۵۲۳) کل صفحات ۴۳۱ کتاب نمبر ۱: الایمان و الاسلام و القدر و الشفاعۃ اور آخری نمبر ۳۳ القیمۃ و صفۃ الجنّۃ، اس نسخے میں امام ابو حنیفہؒ کی فضیلت کے سلسلے میں عبداللہ بن داؤدؒ کا یہ قول بھی ہے کہ اُنہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا آپ نے بڑے لوگوں میں سے کس کس کو پایا۔ (من أدركت من الكبراء) تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا قاسمؒ، سالمؒ، طاؤسؒ، عکرمہؒ، مکحولؒ، عبداللہ بن دینارؒ، حسن بصریؒ، عمرو بن دینارؒ، ابوالزبیرؒ، عطاءؒ، قتادہؒ، ابراہیمؒ، شعبیؒ، نافعؒ اور ان جیسے دیگر ائمہ حدیث اس مسند امام اعظم میں بعض حدیثوں میں امام ابو حنیفہؒ سے صحابی رسول ﷺ تک سندیں اس طرح ہیں:

> **ابو حنیفه عن عبدالكريم عن انسؓ۔**
>
> **ابو حنیفهؒ عن منصور عن الشعبی عن جابرؓ۔**
>
> **ابو حنیفه عن قیس عن طارق عن ابن مسعود۔**

استاد شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی کی تحقیق کے ساتھ بھی "مسند امام ابی حنیفہؒ" کا ایک نسخہ ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء میں مجمع البحوث الاسلامیہ، اسلام آباد سے شائع ہوا ہے، جو اس سلسلے کی عمدہ تحقیق ہے۔ (کل صفحات ۵۷۱)

ان مسانید پر بعد کے دور میں تحقیقی کام بھی ہوئے، مثلاً علامہ صدر الدین بن موسیٰ خصفکیؒ نے مسند امام اعظم کو ترتیب شیوخ پر مرتب کیا۔ علامہ سندی نے سنن وابواب فقہ پر مرتب کیا۔ ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح لکھی اور علامہ ابوالحسن اسرائیلی سنبھلیؒ نے "تنسیق النظام" تحریر کی۔

امام اعظمؒ کی دیگر کتب

۵۔ کتاب الاوسط، ۶۔ کتاب الرائے، ۷۔ کتاب اختلاف الصحابۃ، ۸۔ کتاب الجامع، ۹۔ کتاب الوصیۃ (وصایا)، ۱۰۔ کتاب السیر، ۱۱۔ کتاب الرد علی القدریۃ، ۱۲۔ کتاب المقصود: اخیر الذکر تالیفات بھی حضرت امام اعظم کی طرف منسوب ہیں۔

(د) اساتذہ و تلامذہ:

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اپنے وقت کے عظیم محدثین سے استفادہ کیا اور اسی طرح اپنے شاگردوں میں محدثین کی ایک کثیر تعداد اپنے پیچھے افادۂ خلق کے لئے چھوڑ گئے۔

ا۔ اساتذہ: علم حدیث میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شیوخ نہ صرف یہ کہ کثیر تھے بلکہ اس درجے کے تھے کہ بعد کے کم ہی معروف و مشہور محدثین کو نصیب ہو سکے۔ حضرت امامؒ کا علم حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور ان کے شاگردوں کا علم تھا۔ چنانچہ مشہور مورّخ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں:

> امیر المومنین ابو جعفر نے امام صاحبؒ سے پوچھا آپ نے کن صحابہؓ کا علم حاصل کیا ہے، فرمایا عمر بن الخطابؓ، علی بن ابی طالبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور اُن کے شاگردوں کا۔ فرمایا آپ نے تو بہت صحیح اور پختہ علم حاصل کیا۔ یہ ہستیاں بہت مبارک اور بڑی مقدس ہستیاں تھیں۔ حضرت عمرؓ کی شان تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ "میرے بعد اگر کوئی شخص نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔" حضرت علیؓ تو وہ ہیں جن کو آپ ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے قاضی بنا کر بھیجا تھا۔ رہ گئے عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اُن کی قرآن دانی اور قرآن فہمی اُمت میں ضرب المثل ہو چکی ہے۔ (۱۸)

امام ابو حنیفہؒ کو طبعاً یہ ملکہ حاصل تھا اور یہ چیز ان کی فطرت میں ودیعت کر دی گئی تھی کہ جب وہ اپنے شیخ سے حدیث سنتے تو حدیث کی تہ تک پہنچ جاتے اور اس کی صحیح مراد کو پالیتے تھے اور انتہائی خوبصورتی سے اُس حدیث سے فقہی مسائل کا استنباط فرماتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:

> حدیث کی صحیح مراد اور اُس میں مسائل کے مآخذ امام صاحبؒ سے زیادہ جاننے والا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔ بعض مرتبہ میں آپ کی رائے چھوڑ کر کسی حدیث کے ظاہر پہلو کو اختیار کرلیتا تو بعد میں مجھے تنبیہ ہو تا کہ حدیث کی صحیح مراد سمجھنے میں امام صاحبؒ کی نظر مجھ سے زیادہ گہری تھی۔(۱۹)

حضرت مولانا بدر عالمؒ فرماتے ہیں: اسرائیل جو ائمہ حدیث میں مسلم ہیں امام صاحبؒ کی مدح میں بطریق تعجب فرماتے ہیں۔ نعمان کیا خوب شخص ہیں۔ جو احادیث مسائل فقہہ سے متعلق ہیں، وہ ان کو کیسی محفوظ ہیں اور کس خوبصورتی سے وہ اُن سے مسائل فقہ مستنبط فرماتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ محدثین میں وکیعؒ اور یحییٰ بن سعید القطانؒ جیسے اشخاص امام اعظمؒ کی فقہ کے مطابق فتوے دیتے تھے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں:

> **وکان (وکیع) یفتی برأی ابی حنیفه و کان یحفظ حدیثهٗ کلّهٗ وکان قدسمع من ابی حنیفة حدیثاً کثیراً۔**
>
> اور وکیعؒ امام صاحبؒ کی فقہ کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور آپ کی روایت کردہ تمام حدیثیں یاد کیا کرتے تھے اور اُنہوں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔

امام صاحبؒ کے اساتذۂ محدثین کی جو تعداد علماء نے لکھی ہے وہ ہزاروں تک پہنچتی ہے، لیکن چونکہ دیگر محدثین کی طرح خود امام صاحب نے باضابطہ روایت حدیث کے حلقے قائم نہیں کئے اور ترویج فقہ کو ترجیح دی، اس لئے بعد کے زمانے میں آپ کی شان محدثیت نظری بن کر رہ گئی۔(۲۰)

علامہ شبلی نعمانیؒ امام ابو حنیفہؒ کی کثرتِ شیوخ کے متعلق لکھتے ہیں:

> امام ابو حنیفہؒ اس خصوصیت کے ساتھ مشہور ہیں کہ اُن کے شیوخ حدیث بے

شمار تھے۔ ابو حفص کبیرؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ امام نے کم از کم چار ہزار شخصیتوں سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ (۲۱)

علامہ شامیؒ نے شرح در مختار میں بھی شیوخ کی تعداد یہی چار ہزار بتائی۔ ملا علی قاریؒ نے شرح مسند ابی حنیفہؒ میں بھی اسی عدد کا ذکر ہے۔ حافظ ابو المحاسن شافعیؒ نے عقود الجمان میں ۳۱۹ اشخاص کے نام بقید نسب لکھے ہیں، (۲۱/الف) اور لکھا ہے کہ ان میں ۹۳ یا کوفی تھے یا نزیل کوفہ (۲۱/ب)۔ حافظ ذہبیؒ نے ۲۹۰ کی تعداد کا ذکر کیا ہے، (۲۱/ج)۔ فقیر محمد جہلمیؒ نے اس سلسلے میں ۲۵۰ ناموں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ (۲۱/د)۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ نے ۱۱۲ ناموں کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ ۷ ۴ وہ شیوخ جن کی بخاری و مسلم دونوں میں روایتیں موجود ہیں۔ ۴ وہ جن کی صرف مسلم میں روایتیں موجود ہیں۔ ایک وہ جن کی صرف بخاری میں روایت ہے اور بقیہ حدیث کے وہ راوی جن کی روایات دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ شبلی نعمانی نے ۸۰ شیوخ کے نام اس طرح ذکر کئے ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تہذیب التہذیب سے ۱۵ نام، حافظ ذہبی کی طبقات سے ۲۴ نام، تہذیب الکمال سے ۱۵ نام اور امام محمد کی کتاب الآثار سے ۲۶ نام، (۱۵+ ۲۴+ ۱۵+ ۲۶ =۸۰) حافظ ابو الحجاج مزیؒ نے تہذیب الکمال میں ۷۴ شیوخ شمار کئے ہیں (۲۱۔ھ)

ان شیوخ میں ایسی مقدس ہستیاں بھی تھیں جیسے حضرت امام باقرؒ اور ان کے عظیم فرزند حضرت امام جعفر صادقؒ اور ایسے محدثین کبار بھی جیسے عامر شعبیؒ، حماد بن سلیمانؒ، ابو اسحٰق سبیعیؒ، حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، عبداللہ بن دینارؒ، عمرو بن دینارؒ، ابراہیم نخعیؒ، طاؤسؒ، قتادہؒ، نافعؒ، سلیمان الاعمشؒ، قاسم بن محمدؒ، عکرمہ بن عبداللہؒ، ابن شہاب زہریؒ۔

امام ابو حنیفہؒ کے حاسدین نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ امام صاحب حدیث شریف کے مقابلے میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور اُنہوں نے یہ بات اتنی پھیلائی کہ بعض بڑے بڑے محدثین بھی آپ سے بد ظن ہوگئے، مگر اُن کی یہ بد ظنی اُس وقت جاتی رہی جب خود حضرت امام ابو حنیفہؒ یا ان کے کسی شاگرد کی اُن حضرات سے ملاقات ہوئی۔ درج ذیل دو واقعات سے اس کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔

۱۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ ایک بار جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت امام باقرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ساتھی نے امام صاحب کا تعارف کرایا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں۔ حضرت امام باقرؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے درمیان اس طرح گفتگو ہوئی:

امام باقرؒ: ہاں تم ہی ہو جو قیاس کی بنا پر ہمارے دادا کی حدیثوں کی مخالفت کرتے ہو؟

ابو حنیفہ: (انتہائی ادب سے) العیاذ باللہ! حدیث کی کون مخالفت کر سکتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں تو کچھ عرض کروں۔ حضرت امام باقرؒ بیٹھ گئے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا:

ابو حنیفہؒ : مرد کمزور ہے یا عورت؟

امام باقرؒ : عورت

ابو حنیفہؒ : وراثت میں مرد کا زیادہ حصہ ہے یا عورت کا؟

امام باقرؒ : مرد کا

ابو حنیفہؒ : میں قیاس سے کام لیتا تو کہتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے۔ کہ قیاس کی بنا پر کمزور زیادہ کا مستحق ہے۔ اچھا نماز افضل ہے یا روزہ؟

امام باقر : نماز

ابو حنیفہ : تو حالتِ حیض میں عورت پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہئے نہ کہ روزے کی (جیسا کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ افضل کی قضا ہو) مگر میں روزے ہی کی قضا کو کہتا ہوں۔

صاحب عقود الجمان لکھتے ہیں (۲۱۔و) کہ امام باقرؒ اتنے خوش ہوئے کہ امام ابو حنیفہؒ کی پیشانی چوم لی۔

۲۔ حدیث کے مشہور امام، امام اوزاعیؒ بھی اسی طرح امام ابو حنیفہؒ سے بد ظن تھے۔ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کے مشہور شاگرد عبداللہ بن مبارکؒ بیروت کے سفر پر تھے کہ ان سے ملاقات ہوئی۔ امام اوزاعیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا: "کوفہ میں ابو حنیفہؒ یہ کون شخص ہے جو دین میں نئی باتیں نکالتا ہے"۔ اس وقت تو عبداللہ بن مبارکؒ خاموش رہے اور گھر چلے آئے۔ دو تین روز بعد وہ پھر امام اوزاعیؒ کے پاس گئے اور امام ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ احادیث کے کچھ اوراق اپنے ساتھ لے گئے اور امام اوزاعیؒ کو دکھائے۔ وہ روایت کردہ احادیث "قال نعمان بن ثابت" کے الفاظ سے شروع ہوتی تھیں۔ امام اوزاعیؒ نے وہ احادیث ذوق و شوق سے پڑھیں اور پھر قدرے تعجب سے پوچھا یہ نعمان بن ثابت کون بزرگ ہیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا عراق کے ایک شیخ ہیں، میں جن کی صحبت میں رہا ہوں۔ امام اوزاعیؒ نے فرمایا بڑے پائے کے شخص ہیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن کو آپ دین میں نئی باتیں نکالنے والا کہتے تھے۔ امام اوزاعیؒ اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور ایک اور موقعے پر عبداللہ بن مبارکؒ سے فرمایا امام ابو حنیفہؒ کے کمالات

کے باعث لوگ اِن سے حسد کرنے لگے ہیں۔ بلاشبہ مجھے اپنی بدظنی پر افسوس ہے۔(۲۲)

۲۔ تلامذہ: امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں درج ذیل ہستیاں درجہ امتیاز پر فائز تھیں جنہوں نے حدیث و فقہ کی خوب سیرابی کی اور جن سے مخلوق خدا خوب فیضیاب ہوئی۔

حضرت امام ابویوسفؒ، حضرت امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، حضرت امام زفر بن ہذیلؒ، حضرت امام یحییٰ بن سعید القطانؒ، حضرت وکیع بن الجراحؒ، حضرت مسعر بن کدامؒ، حضرت مکی بن ابراہیمؒ، حضرت حفص بن غیاث النخعیؒ، حضرت عبدالرزاق بن ہمامؒ، حضرت زید بن ہارونؒ، حضرت ابو عاصم النبیلؒ، حضرت فضل بن دکینؒ حضرت علی بن المسہرؒ، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ، قاسم بن معنؒ، عبداللہ بن المبارکؒ، ابراہیم صائغ، لیث بن سعدؒ، فضیل بن عیاضؒ، سفیان بن عیینہؒ وغیرہ۔

i۔ حضرت امام ابو یوسفؒ (۱۱۳ھ تا ۱۸۲ھ)

نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری صحابیؓ، ہشام بن عبد الملک کے عہد میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سب سے اعلیٰ مرتبت تھے۔ ۲۹ سال امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہے اور ان کے علوم کے ماہر بن گئے۔ ان کے ممتاز اساتذۂ حدیث کے اسمائے گرامی یہ تھے: امام ابو حنیفہؒ، ہشام بن عروۃؒ، لیث بن سعدؒ، عبداللہ بن عمر عمریؒ، محمد بن اسحٰق بن یسارؒ، عطاء بن سائبؒ، ابو اسحٰق شیبانیؒ، سلیمان اعمشؒ، یحییٰ بن سعدؒ، سلیمان تیمیؒ، آپ کے چند نامور تلامذہ یہ تھے: امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحییٰ بن معینؒ، بشیر بن ولید کندیؒ، علی بن جعدؒ، احمد بن منیع، ہلال رازیؒ، ہشام بن عبد اللہؒ، ابو علی رازیؒ، حسن بن ابی مالکؒ، عصام بن یوسفؒ، بشر بن غیاث مریسیؒ، خلف بن ایوبؒ، محمد بن ساعہؒ، معلیٰ بن منصورؒ۔

خلیفہ مہدی، خلیفہ ہادی اور خلیفہ ہارون رشیدؒ کے ادوار میں آپ قاضی القضاۃ تھے۔ تاریخ اسلام کے پہلے قاضی القضاۃ اور اس لئے بھی افقہ العلماء و سید العلماء کے القاب سے نوازے گئے۔ خلیفہ ہارون رشید آپ کی بہت عزت کرتا تھا۔ آپ کی مشہور تصانیف کتاب الخراج، کتاب النوادر اور کتاب الامالی ہیں۔ جن میں کتاب الخراج کو مقبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ آپ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ محدث اعمشؒ نے آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے جواب دیا تو اعمش نے سوال کیا یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے نکالا؟ آپ نے فرمایا اس حدیث سے جو آپ نے فلاں موقعے پر مجھے سنائی تھی، اعمشؒ نے کہا وہ حدیث تو مجھے تمہاری پیدائش سے بھی پہلے سے یاد ہے، مگر اس کا مطلب

اب معلوم ہوا۔ ۱۸۲ھ میں بحالتِ عہدۂ قضاء بغداد میں آپ کا انتقال ہوا۔ کسی بزرگ نے کیا خوب تاریخ وفات کہی۔

ابو یوسف آں زیب علم و عمل
فقیہ معظم امام اجل
سعید ازل بود بیشک ازاں
شدہ سال فوتش "سعید ازل"
۲ ۸ ۱ ھ

ii-امام محمد بن حسن الشیبانیؒ (۱۳۵ھ-۱۸۹ھ)

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں آپ حضرت امام ابو یوسفؒ کے بعد دوسرے نمبر پر آتے ہیں۔ آپ "واسط" میں پیدا ہوئے، (عراق کا مشہور شہر کوفہ اور بصرہ کے "وسط" میں ہونے کی وجہ سے واسط کے نام سے مشہور ہوا) آپ نے تربیت کوفہ میں پائی۔ بقول صاحب حدائق الحنفیہ آپ پہلی بار جب امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں شاگرد بننے کی نیت سے آئے تو امام صاحبؒ نے آپ سے فرمایا کہ پہلے جاکر قرآن پاک یاد کریں، پھر تعلم فقہ کے لئے ان کے پاس آئیں چنانچہ آپ نے صرف ۷ سات روز میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور امام صاحب کے پاس تشریف لائے کہ میں قرآن پاک حفظ کر آیا ہوں۔ تو حضرت امامؒ نے شاگردی میں قبول فرمایا۔ اس سے آپ کی ذہانت وذکاوت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، آپ جب مسجد کوفہ میں فارغ التحصیل ہو کر بیٹھے تو آپ کی عمر صرف بیس سال کی تھی۔ آپ صرف حدیث وفقہ ہی کے نہیں بلکہ عربیت، نحو، حساب اور لغت کے بھی امام تھے۔ شامی میں ہے کہ آپ مشہور ماہر لغت ونحو فرا کے خالہ زاد بھائی تھے اور لغت میں خلیل دکسائی اور اصمعی وابو عبید کے ہم رتبہ وہمسر۔ امام شافعیؒ کی والدہ جب بیوہ ہو گئیں تو آپ نے اُن سے نکاح کر لیا تھا۔ اس طرح امام شافعیؒ آپ کی تربیت میں آگئے تھے اور بعد میں امام شافعیؒ اُن کے باقاعدہ شاگرد بھی رہے۔

آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام مسعر بن کدامؒ، امام مالکؒ بن دینارؒ، امام اوزاعیؒ، مالک بن مغول اور ربیعہؒ قابل ذکر ہیں، جبکہ آپ کے تلامذہ میں امام شافعیؒ، ابو حفص کبیر احمد بن حفصؒ، شداد بن حکیمؒ، عیسیٰ بن ابانؒ، محمد

بن مقاتلؒ، ابو عبید القاسمؒ، ابو سلیمان جور جانیؒ، موسیٰ بن نصیر رازیؒ، ہشام بن عبید اللہ اور معلّٰی بن منصورؒ زیادہ مشہور ہیں۔ مولانا بدر عالمؒ نے "شذرات الذہب" سے امام محمدؒ کے بارے میں امام شافعیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

> امام محمد بن الحسنؒ سے زیادہ حلال و حرام، علل حدیث، ناسخ و منسوخ کا جاننے والا میرے علم میں اور کوئی شخص نہیں۔ اگر لوگوں میں انصاف ہوتا تو وہ یقین کرتے کہ محمد بن الحسن جیسا اُنہوں نے کوئی شخص اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ میں نے امام محمدؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کی برابر علم حاصل کیا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو جو علم مجھ پر کھلا ہے نہ کھلتا۔ (۲۳)

مولانا بدر عالمؒ نے امام شافعیؒ کا وہ واقعہ بھی بیان کیا ہے جب امام شافعیؒ خلیفہ ہارون رشید کی خلافت پر طعن کے الزام میں گرفتار کر کے خلیفہ کے روبرو رقہ میں پیش کئے گئے۔ جبکہ امام محمد بن حسن الشیبانی رقہ کے قاضی تھے۔ امام شافعیؒ کے ہمراہ علوی خاندان کے نو افراد بھی تھے جن پر بغاوت کا الزام تھا۔ وہ سب افراد خلیفہ کے حکم سے قتل کر دیئے گئے، جبکہ امام محمدؒ کی سفارش پر اور امام شافعیؒ کے علم و فضل کے بارے میں امام محمدؒ کے کلماتِ تحسین پر امام شافعیؒ قتل سے بچ گئے۔ (۲۴)

فقیر محمد جہلمیؒ نے امام محمدؒ کا ایک وقعہ بیان فرمایا ہے جس سے امام محمدؒ کے شرعی احکام کی قوتِ استنباط کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ امام شافعیؒ نے آپ کے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز میں کھڑے رہے اور آپ بستر پر لیٹ گئے (یعنی امام شافعیؒ نے تو رات پھر نوافل پڑھے جبکہ امام محمدؒ اپنے بستر پر آرام کرتے رہے) امام شافعیؒ کو یہ بات ناگوار گذری (کہ اتنے بڑے امام حدیث و فقہ ہو کر بھی امام محمدؒ نے رات کو قیام اللیل نہ کیا اور اپنے بستر پر لیٹے رہے) جب فجر ہوئی تو آپ اُٹھ بیٹھے اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھ لی (یعنی جب نماز فجر کے وقت امام محمدؒ بستر سے اُٹھے تو وضو بھی تازہ نہ کیا اور چونکہ ساری رات بستر پر جاگتے رہے تھے تو عشا کے وضو ہی سے نماز فجر ادا کرلی) امام شافعیؒ نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کے لئے عمل کر کے صبح کر دی (کہ تمہارے ساری رات نفل پڑھنے سے تمہاری ذات کو فائدہ ہوا) اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے عمل کر کے (یعنی مسائل کا استنباط کر کے) کتاب اللہ سے ایک ہزار سے کچھ زائد مسائل

نکالے۔ (یعنی بظاہر آپ ساری رات بستر پر لیٹے رہے اور امام شافعیؒ کی طرح آپ نے رات کو نوافل نہیں پڑھے مگر حقیقت میں امام محمدؒ ساری رات قرآنی آیات واحادیث میں غور کرتے رہے اور اُمت محمدیہ ﷺ کے فائدے کے لئے اُن آیات واحادیث سے مسائل نکالتے رہے جس سے قیامت تک مسلمانوں کو فائدہ ہوتا رہے گا)۔ (۲۵)

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی بعض اہم تصنیفات درج ذیل ہیں:

۱۔ مبسوط، ۲۔ زیادات، ۳۔ جامع صغیر، ۴۔ جامع کبیر، ۵۔ سیر صغیر، ۶۔ سیر کبیر، ۷۔ کتاب الآثار، ۸۔ مؤطا، ۹۔ جرجانیات، ۱۰۔ کیسانیات، ۱۱۔ رقیات، ۱۲۔ ہارونیات، ۱۳۔ نوازل، ۱۴۔ نوادر، امام محمدؒ نے "سیر کبیر" کے ساٹھ دفاتر لکھ کر خلیفہ ہارون رشید کو بھجوائے تو خلیفہ نے اسے دیکھ کر بے حد پسند کیا اور اسے اپنی مملکت کا ایک قابل فخر علمی کارنامہ قرار دیا۔

"کتاب الآثار (بروایت امام محمد بن حسن الشیبانیؒ) شیخ ابوالوفاء الافغانی کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ بیروت سے ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء میں دو جلدوں میں شائع ہوئی، مجموعہ احادیث ۲۶۸۔ کل صفحات ۳۲۷۔ کتاب کا آخری باب "زیارۃ القبور" ہے، جس میں آخری حدیث کی سند یہ ہے:

محمد قال اخبرنا ابوحنیفه قال حد ثنا علقمه بن مرثد عن ابی بریدة الاسلمی عن ابیه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم

اور حدیث شریف یہ ہے:

نهینا کم عن زیارة القبور فزوروها ......

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قال محمد وبهذا کلّه ناخذ، لابأس بزیارة القبور للدّعاء للمیّت ولذکر الآخرة وهوقول ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه ۔

۱۸۹ھ میں جس دن امام محمدؒ نے وفات پائی اتفاقاً اسی دن مشہور ماہر نحو امام کسائی کا بھی انتقال ہو گیا۔ خلیفہ ہارون رشید کو ان دو عظیم ہستیوں اور ماہرین فن کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ "میں نے فقہ و نحو کو رے میں دفن کیا" (یعنی مقام رے میں عربیت و فقہ کے دونوں امام ایک ساتھ دفن ہوئے) "امام زمنی" ۸۲+۱۰۷، ﴿۱۸۹ھ﴾ سے بعض حضرات نے آپ کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

iii- امام زفر بن ہذیلؒ (۱۱۰ھ-۱۵۸ھ)

بڑے ذہین اور صاحب کمال تھے، اور تدوین کتب فقہ و ترویج حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کے دست راست تھے۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں میں نے زفر کو یہ کہتے ہوئے سنا:

> حدیث کے ہوتے ہوئے ہم قیاس پر ہرگز کاربند نہیں ہوتے اور جب حدیث مل جائے تو قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں۔(۲۶)

امام ابو حنیفہؒ کے اس طرح شاگرد بنے کہ ایک مرتبہ امام زفرؒ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک مسئلہ زیر بحث آیا جس کے بارے میں نہ امام زفرؒ کو کچھ پتا تھا نہ اُن کے کسی ساتھی کو، امام زفرؒ یہ مسئلہ پوچھنے امام ابو حنیفہؒ کے پاس آئے۔ امام صاحبؒ نے مسئلہ بتادیا۔ امام زفرؒ نے پوچھا آپ نے یہ جواب کہاں سے دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا فلاں حدیث سے اور اس قیاس سے۔ امام زفرؒ مطمئن ہو گئے۔ پھر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اپنے ہی دیئے ہوئے جواب کے کچھ پہلوؤں کے بارے میں امام زفرؒ سے کچھ سوالات کئے، جن کے جوابات امام زفرؒ کو معلوم نہ تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے وہ پہلو بھی امام زفرؒ کو واضح کئے۔ امام زفرؒ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے اور مسئلے کا پورا جواب دیا اور یہ ساری تفصیل اُنہیں بتائی۔ اس واقعہ کے بعد امام زفرؒ باقاعدہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد بن گئے۔

صاحبِ حدائق الحنفیہ نے امام زفرؒ کا ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص امام ابو حنیفہؒ کے پاس آیا اور یہ مسئلہ پوچھا کہ رات کو اُس نے شراب پی لی تھی اور اس کا احتمال ہے کہ اس نے حالت نشہ میں شاید اپنی عورت کو طلاق دے دی ہو۔ امام ابو حنیفہؒ نے جواب میں فرمایا کہ جب تک تمہیں عورت کے طلاق دینے کا یقین نہ ہو طلاق نہیں ہوئی۔ وہ شخص امام سفیان ثوریؒ کے پاس گیا اور یہی مسئلہ پوچھا۔ اُنہوں نے فرمایا تم اپنی عورت سے رجوع کرلو۔ اگر طلاق دی بھی ہو گی تو اس رجوع سے تلافی ہو جائے گی ورنہ صرف رجوع کر لینے کا حرج بھی نہیں۔ وہ شخص پھر شریک بن عبداللہؒ کے پاس گیا اور یہی مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ اب عورت کو طلاق دے دو اور پھر رجوع کرلو۔ شک دور ہو جائے گا۔ وہ شخص اب امام زفر کے پاس آیا اور یہی مسئلہ پوچھا امام زفرؒ نے جواب دینے کے بجائے اس سے پوچھا اس سے پہلے تم نے کسی سے یہ مسئلہ پوچھا۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس گیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ طلاق

دی ہے طلاق نہیں ہوئی۔ حضرت امام زفرؒ نے فرمایا صحیح جواب یہی ہے۔ پھر اُس شخص نے حضرت امام سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہؒ کا جواب بتایا۔ تو امام زفرؒ مسکرائے اور فرمایا یہ تو بالکل ایسا ہی ہوا کہ ایک شخص ایسی جگہ گزرے کہ وہاں گندا پانی گر رہا ہو اور کپڑوں پر چھینٹیں پڑنے کا احتمال ہو تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جب تک کپڑوں پر گندی چھینٹیں پڑ جانے کا یقین نہ ہو کپڑے پاک ہیں۔ امام سفیان ثوریؒ نے فرمایا کپڑے دھولے، اگر ناپاک ہیں تو پاک ہو جائیں گے ورنہ پاک تر ہو جائیں گے اور شریک بن عبداللہ نے گویا کہا کہ پہلے کپڑے پر پیشاب کر کے اسے ناپاک کرے اور پھر اُسے دھوڈالے تاکہ کپڑے ناپاک ہونے اور پھر پاک ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ کس عمدہ طریقہ سے آپ نے تینوں ائمہ کے فتوے کی مثال دی،

امام زفرؒ بصرہ کی قضا کے متولی بھی رہے ہیں اور اخیر میں آپ نے بصرہ ہی کی سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۱۵۸ء میں انتقال فرمایا۔ کسی نے آپ کی تاریخ وفات کہی:

"اصحاب دانا"
۵۶ + ۱۰۲
(۱۵۸ھ)

iv- امام وکیع بن الجراح کوفیؒ (م ۱۹۷ھ)

حدیث کے مشہور امام ہیں، صحاح ستہ میں آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ آپ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ دونوں کے اُستاد ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے لائق شاگرد، امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ آپ نے علم حدیث کے لئے امام ابو یوسفؒ، زفرؒ، اوزاعیؒ، سفیان ثوریؒ، ابن جریجؒ، اعمشؒ اور سفیان بن عیینہؒ کے سامنے بھی زانوئے ادب تہ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام احمد بن حنبلؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، یحییٰ بن معینؒ، علی بن مدینیؒ، یحییٰ بن اکثمؒ، ابن راہویہؒ، احمد بن منیعؒ اور آپ کے بیٹے سفیان بن وکیعؒ قابل ذکر ہیں۔ آپ سے آپ کے کسی شاگرد نے خراب حافظے کی شکایت کی۔ آپ نے اُسے گناہ ترک کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ علم فضل الٰہی ہے اور اللہ کا فضل ایک گنہگار کے حصے میں نہیں آتا۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہ قطعہ بڑا مشہور ہے ؎

شکوت اِلٰی وکیع سوء حفظی
فاوصانی اِلٰی ترک المعاصی

وعللہٗ بانّ العلمٗ فضلٗ
وفضل اللّٰہ لا یعطیٰ لعاصی

میں نے امام وکیعؒ سے اپنے خراب حافظے کی شکایت کی تو آپ نے مجھے گناہ چھوڑنے کی نصیحت کی اور علت یہ بیان کی کہ علم اللہ پاک کا فضل ہے اور یہ فضل ایک گنہگار کے شامل حال نہیں ہوتا۔

آپ نے ۷۰ سال کی عمر پائی، تاریخ وفات ہے:

کعبۂ اہل دین
۹۷+۳۶+۶۴=۱۹۷ھ

V- یحییٰ بن سعید القطانؒ (۱۲۰ھ تا ۱۹۸ھ)

بصرہ کے رہنے والے تھے۔ حدیث کے امام ہیں۔ اساتذہ میں شعبہؒ، امام مالکؒ اور ابن عینیہ قابل ذکر ہیں اور تلامذہ میں امام احمدؒ، ابن معینؒ اور ابن المدینیؒ ممتاز، آپ کا طریقہ تھا بعد نمازِ عصر مسجد میں تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے اور امام احمدؒ اور ابن مدینیؒ وغیرہ کھڑے کھڑے احادیث کے بارے میں استفسار کرتے اور آپ کے جلال و ہیبت کے باعث کوئی بیٹھنے کی جرأت نہ کرتا۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اصحاب صحاح ستہؒ نے اپنی کتب میں آپ کی متعدد روایات لی ہیں۔ تاریخ وفات ہے:

امام قوی
۸۲ + ۱۱۶ =۱۹۸ھ

Vi- سفیان بن عینیہؒ (۱۰۷ھ تا ۱۹۸ھ)

امام حدیث ہیں۔ کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ سال کی عمر میں امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہوئے۔ آپ فرماتے تھے اوّلاً مجھے امام ابو حنیفہؒ ہی نے محدث بنایا ہے آپ کے ممتاز اساتذہ میں زہریؒ، عمرو بن دینارؒ، امام اعمشؒ، ابو اسحٰق سبیعیؒ، ضمرہ بن سعیدؒ، محمد بن المنکدرؒ، عاصم بن ابی النجود المقریؒ، ابو زیادؒ، اور عبد الملک بن عمیرؒ شامل ہیں اور نامور تلامذہ میں امام شافعیؒ، محمد بن اسحٰقؒ، شعبہ بن حجاجؒ، زہیر بن بکارؒ، مصعبؒ، ابن جریجؒ، یحییٰ بن اکثمؒ، عبد الرزاق بن ہمام صنعانیؒ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے ستر حج کئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی، تاریخ وفات ہے:

کعبۂ اہل دنیا

۹۷+۳۶+۶۵=۱۹۸ھ

vii- عبداللہ بن المبارکؒ (۱۱۸ھ تا ۱۸۱ھ)

خراسان کے شہر مرو میں پیدا ہوئے اس لئے المروزی اور آپ کے والد محترم چونکہ قبلہ بنی حنظلہ کے ایک سوداگر کے کے غلام تھے۔ اس لئے حنظلی کہلاتے ہیں۔ اپنے دور کے عظیم محدثین میں سے ہیں۔ عموماً "امیر المومنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں، بقول صاحب در مختار آپ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شان میں درج ذیل اشعار ارشاد فرمائے۔

لقد زان البلاد ومن علیھا
امام المسلمین اَبو حنیفه
بآثار وفقه فی حدیث
کآیات الزّبور علٰی صحیفة

امام المسلمین حضرت امام ابو حنیفہؒ نے شہروں کو زینت بخشی اور شہروں میں رہنے والوں پر احسان فرمایا، یعنی آثار و احادیث کی ترویج فرمائی اور حدیث میں تفقّہ کو فروغ دیا: احادیث و فقہ کی ایسی دلنشین تشریح کی گویا صحیفے میں زبور کی آیات خوبصورتی سے جڑی ہوئی ہوں۔

فمافی المشرقین لهٗ نظیرٌ
ولافی المغربین ولا بکوفه
یبیت مشمّرا سھرا اللیالی
وصام نهارهٗ للّٰه خیفه

اِن کمالات کے باعث نہ مشرق میں آپ کی کوئی نظیر ہے نہ مغرب و کوفہ میں آپ کا کوئی مثیل۔ خوب ذوق و شوق اور مستعدی سے آپ راتوں میں عبادت کے لئے جاگتے ہیں اور دن کو خوف الٰہی کے باعث روزے سے ہوتے ہیں۔

فمن کابی حنیفه فی علاهٗ
امام للخلیقة والخلیفه
رأیت العائبین لهٗ سفاها
خلاف الحق مع حجج ضعیفة

امام ابو حنیفہؒ جیسا عالی مرتبت بھلا اور کون ہے۔ آپ مخلوقِ خدا کے امام اور نائب رسول ہیں اُن پر عیب لگانے والوں کی حماقت کو تم دیکھو گے کہ حق کے خلاف پوچ اور لغو دلائل کا سہارا لیتے ہیں۔

وکیف یحلّ ان یُوذیٰ فقیه
لهٗ فی الارض آثارٌ شریفة

بھلا کیسے جائز ہو گا کہ ایسے فقیہ کی ایذا رسانی کا مرتکب ہوا جائے جس کے روئے زمین پر ایسے انمٹ نقوش ہوں۔

فقد قال ابن ادریس مقالاً
صحیح النقل فی حکم لطیفه
بان الناس فی فقه عیالٌ
علی فقه الامام ابی حنیفه

چنانچہ ابن ادریس (امام شافعیؒ) نے بڑے لطیف و خوبصورت انداز میں بڑی سچی بات فرمائی ہے کہ دنیا کے لوگ فقہی مسائل کے علم میں امام ابو حنیفہؒ کی اولاد کی طرح ہیں۔

فلعنة ربّنا اَعداد رمل
علی من ردّ قول ابی حنیفه(۲۷)

اُس گستاخ پر جو امام ابو حنیفہؒ کی تذلیل کرتے ہوئے اُن کے قول کو رَد کرے ریت کے ذرّات کی برابر ہمارے رَبّ کی لعنت ہو۔

حضرت عبداللہ بن المبارکؒ ایک عرصے تک حضرت امام ابو حنیفہؒ سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کرتے رہے اور آپ کے انتقال کے بعد آپ حضرت امام مالکؒ کی طرف متوجہ ہوئے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ

اُبتداءً آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے تھے اور اُنہی سے آپ نے قرآن و حدیث سے استنباط احکام کا طریقہ سیکھا۔ البتہ امام اعظمؒ کی وفات کے بعد آپ مدینہ منورہ امام مالکؒ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے طریق تفقہ سیکھا۔ اس طرح آپ کا تفقہ مجموعی طور پر دو طریق پر تھا۔ اسی لئے حنیفہ انہیں اپنے مسلک پر تصور کرتے ہیں اور مالکیہ اپنے مسلک پر۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے علاوہ علم حدیث میں آپ نے دیگر متعدّد ائمہ حدیث سے بھی استفادہ کیا مثلاً سفیان ثوریؒ، ہشام بن عروہؒ، سفیان بن عینیہ، اسمٰعیل بن خالدؒ، خالد حذاءؒ، عاصم احولؒ، سلیمان تیمیؒ اور حمید طویلؒ، آپ کے تلامذہ میں امام احمدؒ، یحیٰ بن معینؒ، عبدالرحمٰن بن اسدیؒ، حسن بن عرفہؒ اور پسران ابی شیبہ ابو بکر و عثمان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ عبداللہ بن المبارکؒ کے متعلق ایک عجیب لطیفہ یہ بھی ہے کہ حدیث کے مشہور امام سفیان ثوریؒ آپ کے اُستاد بھی ہیں اور اس طرح شاگرد بھی کہ بعض جگہ سفیان ثوریؒ نے ان سے اخذ بھی کیا ہے۔

علم حدیث میں حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کی یادگار تصنیف ''کتاب الزّھد والرقائق'' ہے۔ اس وقت اس نام سے جو کتاب مشہور اور رائج ہے وہ حافظ ضیاءالدین زراریؒ کا انتخاب ہے نہ کہ اصل کتاب۔ اس انتخاب میں شیخ مروزی کی وہ زیادات بھی شامل ہیں جو حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کے علاوہ دیگر مشائخ سے مروی ہیں۔ نیز وہ زیادات بھی جو شیخ ابن صاعد کی اپنے بعض شیوخ سے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کے والد بزرگوار ایک انتہائی دیانت دار شخص تھے۔ شہر حران کے جس ترک تاجر کے یہ غلام تھے اور جس نے انہیں اپنے باغ کا داروغہ مقرر کیا تھا وہ ان کی ایمانداری اور صداقت سے بہت متاثر ہوا اور ان سے اپنی نوجوان بیٹی کے بارے میں مشورہ کیا۔ بقول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حضرت مبارکؒ نے اُس تاجر کو اس طرح مشورہ دیا:

> جاہلیت میں عرب نسب و حسب ملحوظ خاطر رکھ کر دوسروں کو اپنی بیٹیاں دیا کرتے تھے، یہودی مال کا خیال کیا کرتے تھے۔ عیسائی حسن و جمال دیکھ کر رشتہ کرتے تھے جبکہ اسلام میں دین کا اعتبار ہے۔ ان چاروں راستوں میں جو بھی جناب کو پسند ہو وہی کریں۔ (۲۸)

اس جواب سے باغ کا ترک مالک بے حد متاثر ہوا اور خوش ہو گیا۔ گھر جاکر بیوی سے مشورہ کیا کہ ہمارا غلام بڑا زیرک اور پاکیزہ کردار کا مالک ہے۔ مجھے تو اپنی بیٹی کے رشتے کے لئے یہی

موزوں لگتا ہے۔ بیوی نے اُس سے اتفاق کیا اور ان دونوں نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت مبارکؒ سے کر دی۔ اسی لڑکی سے ۱۱۸ھ میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ پیدا ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے جب ہوش سنبھالا تو گھر میں پیسے کی ریل پیل تھی۔ اِدھر جوانی کے ابتدائی ایام، چنانچہ بہک گئے اور شراب نوشی، موسیقی اور لہو و لعب میں لگ گئے، مگر والدین کی نیکی اور اِمداد غیبی سے جلد سنبھل گئے۔ چنگ و رباب توڑا۔ شراب دور پھینکی، لہو و لعب چھوڑا اور طلب علم و یاد الٰہی میں لگ گئے اور آہستہ آہستہ اپنے وقت کے عظیم ترین اولیاء اللہ اور محدثین میں سے ہو گئے۔ علمی عظمت کی کیفیت یہ تھی کہ ہارون رشید کے دور میں ایک مرتبہ جب یہ شہر رقہ میں تشریف لائے تو سارا شہر ان کے استقبال کے لئے اُمنڈ آیا اور ایک عجیب شور و غلغلہ بلند ہوا خلیفہ ہارون رشید نے پوچھا یہ شور و غلغلہ کیا ہے تو اُسے بتایا گیا کہ خراسان کا ایک عظیم محدث شہر میں آیا ہے اور لوگ دیوانہ وار اُس کا استقبال کر رہے ہیں۔ بقول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ خلیفہ ہارون رشید نے کہا:

> در حقیقت بادشاہی تو یہ ہے جو اس شخص کے پاس ہے نہ کہ وہ جس پر ہارون رشید براجمان ہے کہ چابک و چھڑی کے زور پر لوگوں کو جمع کرتا ہے۔(۲۹)

اور آپ کے تقویٰ، بزرگی اور للّٰہیت کا یہ عالم تھا کہ سفیان ثوریؒ جیسے بزرگ محدث جن سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حدیث پڑھی اور جو ان کے اُستاد تھے اپنے شاگرد کے تقویٰ وللّٰھیت کو دیکھ کر تمنا کرتے کہ کاش وہ بھی ایسے ہوتے اور فرماتے۔

> میں نے بہت کوشش کی کہ میرا پورا سال اس طرح گزرے جیسا ابن مبارکؒ کا گزرتا ہے۔ مگر مجھے یہ چیز میسر نہ آسکی...... کاش کہ میری پوری عمر ابن المبارکؒ کے صرف تین روز و شب کے برابر ہو جائے۔(۳۰)

اور مشہور محدث علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

> **وَاللّٰہ اِنّی لاحبّہٗ للّٰہ و ارجوا الخیر بحبّہٖ لمامنحہٗ من التقویٰ والعبادۃ والاخلاص والجھاد و سعۃ العلم والاتقان والمواساۃ والفتوۃ والصفات الحمیدہ ۔(۳۱)**

> بخدا میں اُن سے صرف اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں اور اپنی اس محبت

سے مجھے خیر و بھلائی کی امید ہے اس لئے کہ اللہ پاک نے عبداللہ بن المبارکؒ کو تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، علمی تبحر، دینی پختگی، ہمدردی و غم خواری اور جوانمردی جیسی اچھی صفات سے نوازا ہے۔

اُس دور کے عظیم درویش اور صوفی بزرگ حضرت فضیل بن عیاضؒ ان کی عظمت و بزرگی کے متعلق فرماتے ہیں:

وَربِّ هٰذا البيت مارأت عيناىٔ مثل ابن المبارك –

بیت اللہ کے ربّ کی قسم میری آنکھوں نے ابن مبارک جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

آخرِ حیات تک آپ کا یہ مستقل طریقہ رہا کہ ایک سال حج کو جاتے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے، آپ اچھے شاعر بھی تھے۔ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔

اَرىٰ أناساً بَاَدْنىٰ الدين قدقنعوا
ولا اراهم رضوا فى العيش بالدّون

میں لوگوں کو دیکھتا ہوں تھوڑے دین پر قناعت کرلیتے ہیں، لیکن اُنہیں کم اسبابِ معیشت پر قناعت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فاستغن باللّٰه عن دين الملوك كما
استغنى الملوك بدنياهم عن الدين

جیسے بادشاہ اپنی دنیا کے باعث دین سے بے پرواہ ہوگئے تو بھی اللہ سے لو لگا اور ان کے دین سے مستغنی ہو جا۔

رمضان ۱۸۱ھ میں جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ مقام سوس میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا انتقال ہوا۔ تاریخ وفات ہے۔ حبیب زمانیاں

۲۲ + ۱۵۹ =۱۸۱ھ

امام ابو حنیفہؒ کی وفات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے:

اَشدّ الناس بلاءً الانبياء ثم الامثل فالامثل ،

سب سے زیادہ تکالیف انبیاء علیہم السلام کو پہنچائی جاتی ہیں پھر اُن سے قریب اور

قریب سے قریب کو،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو دین کی خاطر جو تکالیف برداشت کرنی پڑیں وہ اس حدیث شریف کی صداقت کا کھلا ثبوت ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ اخیر عمر میں جبکہ امام ابو حنیفہؒ کا علمی شہرہ بامِ عروج پر تھا خلیفہ ابو جعفر منصور نے انہیں عہدۂ قضا پیش کیا کہ وہ اس کی مملکت کا قاضی بننا منظور کرلیں۔ امام صاحبؒ نے اس اندیشہ کے پیش نظر یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ سرکاری دباؤ کے تحت انہیں شریعت کے خلاف فیصلوں پر مجبور کیا جائے گا۔ آپ کے انکار پر منصور برافروختہ ہو گیا اور آپ کو ۱۴۷ھ میں بغداد میں قید کر دیا اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ حالت بے خبری میں آپ کو زہر دلوادیا۔ حافظ ابن کثیر دمشقی (م ۷۷۴ھ) (۳۱۔الف) لکھتے ہیں: کہ اس طرح امام صاحب حالتِ سجدہ میں رجب ۱۵۰ھ میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اپنے پیچھے ایک بیٹا حماد چھوڑا، پچاس ہزار افراد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور اُس کے بعد آپ کی قبر مبارک پر بھی نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی۔

۳۔ امام مالکؒ (۹۳ھ تا ۱۷۹ھ)

آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل،

حضرت امام مالکؒ کے دادا نے حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے۔ آپ کے دوسری پشت کے دادا ابو عامرؓ سوائے غزوۂ بدر، دیگر سب غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں، اور مرتبے کے صحابی ہیں۔ آپ نے ۸۶ سال کی عمر پائی جیسا کہ اس قطعہ تاریخ سے ظاہر ہے۔

فخر الائمة مالك – نعم الامام السالك

مولده نجمٌ هدیً – وفاتهٗ فاز مالك

(نجمٌ = ۹۳، فاز مالك = ۱۷۹)

﴿الف﴾ مناقب

حضرت امام مالکؒ بڑے مرتبے کے محدث تھے اور اپنے دور کے عظیم مقتدیٰ، علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

پانچ باتیں جیسی امام مالکؒ کے حق میں جمع ہو گئی ہیں میرے علم میں کسی اور شخص میں جمع نہیں ہوئیں۔

۱۔ اتنی دراز عمر اور ایسی عالی سند، ۲۔ ایسی عمدہ فہم اور اتنا وسیع علم، ۳۔ آپ کے حجت اور صحیح الروایت ہونے پر ائمہ کا اتفاق، ۴۔ آپ کی عدالت، اتباع سنت اور دینداری پر محدثین کا اتفاق، ۵۔ فقہ اور فتویٰ میں آپ کی مسلمہ مہارت۔ (۳۲)

آپ کے شیوخ کی تعداد ۹۰۰ تھی جن میں ۳۰۰ تابعین اور ۶۰۰ تبع تابعین تھے (قالہ الامام نوویؒ) محدثین میں یہ بات مشہور ہے کہ حدیث شریف کی درج ذیل سند سب سے زیادہ صحیح سند ہے۔

مالك عن نافع عن ابن عمرؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

علم حدیث میں امام مالکؒ کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، امام شافعیؒ، حضرت عبداللہ بن المبارکؒ اور حضرت لیثؒ جیسے محدث آپ کے شاگرد تھے۔

درس حدیث کے دوران امام مالکؒ حدیث شریف کا کتنا ادب کرتے تھے، مشہور محدث حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کے بیان کردہ درج ذیل واقعے سے اُس کا کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ وہ روایت حدیث بیان فرما رہے تھے۔ کہ ایک بچھو نے آپ کو ڈنک مارنے شروع کئے۔ اُس نے حضرت امام کو شاید دس مرتبہ ڈنک مارا۔ حضرت امام کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہو گیا اور زرد پڑ گیا مگر حضرت امام نے روایت حدیث کو منقطع نہ فرمایا، اور نہ آپ کے کلام میں کسی طرح کی کوئی لغزش ظاہر ہوئی۔ جب وہ مجلس حدیث ختم ہوئی اور لوگ منتشر ہو گئے تو میں نے عرض کیا کہ آج آپ کا چہرہ کافی متغیر ہو گیا تھا (کیا سبب ہے؟) حضرت نے فرمایا ہاں تمہارا خیال صحیح ہے اور بچھو کے کاٹنے کا تمام واقعہ مفصل بیان کیا اور فرمایا میرا اتنا زیادہ صبر کرنا اپنی طاقت و برداشت کے اظہار کے لئے نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کے طور پر تھا۔ (۳۳)

﴿ب﴾ خدمت حدیث

ابتداء عمر ہی سے آپ طلب علم میں مشغول ہوگئے تھے۔اگرچہ مالی طور پر آپ کی حالت کچھ اچھی نہ تھی۔ یہاں تک کہ بعض مواقع پر مکان کی چھت کی کڑیاں توڑ کر اور اُنہیں فروخت کر کے آپ کو تعلیم کے اخراجات برداشت کرنا پڑے۔ بعد میں اللہ پاک نے آپ پر دولت کے دروازے کھول دیئے اور فتوحات شروع ہوگئیں۔ آپ کا حافظہ بہت اچھا تھااور حدیث صرف ایک دفعہ سن کر ہمیشہ کے لئے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے ابھی آپ کی عمر صرف ۱۷سال کی تھی کہ آپ نے مخلوق خدا کے فائدہ کے لئے اپنی مجلس افادہ کی ابتدا فرمادی تھی، حدیث شریف سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے ایک ہزار حدیثیں لکھیں ہیں۔اور رفتہ رفتہ پھر علم حدیث میں آپ کی مہارت اس قدر بڑھ گئی کہ امام زہریؒ جو آپ کے اُستاد ہیں، اُن تک نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ سے حدیث کی روایت کی جو روایۃ الاکابر عن الاصاغر کہلاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

> بشر حافیؒ کہ یکے از مشاہیر صوفیہ و اہل اللہ است می فرماید کہ ازجملہ زینت دنیا ایں نعمت ہم است کہ شخصے بگوید حدثنا مالک یعنی ابہت وشوکت امام مالک بایں درجہ رسیدہ ست کہ شاگردی اُورا ازمفاخر دنیوی میں شمرند باوصف آنکہ ازوسائل آخرت واُموردین است(۳۴)
>
> مشہور صوفی بزرگ اور ولی اللہ حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں منجملہ دیگر دنیاوی نعمتوں اور زینتوں کے ایک شخص کا ”حدثنا مالک“ کہنا ہے۔یعنی امام مالکؒ کا شاگرد ہونا نہ صرف یہ کہ دینی نعمت ہے بلکہ دنیاوی فخر و تفاخر کا باعث بھی ہے کہ اس سے معاشرتی عزت ملتی ہے۔

﴿ج﴾ موطا امام مالکؒ

شروع میں امام مالکؒ کی یہ کتاب دس ہزار احادیث پر مشتمل تھی۔ حضرت امامؒ آخر عمر

تک اِن احادیث کا انتخاب فرماتے رہے۔ نتیجتاً آپ کے وہ شاگرد جو آپ سے اس کتاب کی روایت کرتے رہے، ان کے نسخوں میں بھی احادیث کی تعداد کم و بیش ہوتی رہی۔ اس طرح موطا امام مالکؒ کے مختلف نسخے وجود میں آ گئے ایک نسخے کی احادیث کچھ اور ہیں اور دوسرے نسخے کی کچھ اور ایک نسخہ کی ترتیب ایک طرح سے ہے تو دوسرے نسخے کی ترتیب دوسری طرح، ایک نسخے میں ایک حدیث موجود ہے، دوسرے نسخہ میں نہیں، ایک میں ایک حدیث نسبتاً طویل ہے۔ دوسرے نسخے میں نسبتاً مختصر۔ اس فرق و اختلاف کے ساتھ آج درج ذیل روایتوں سے موطا امام مالکؒ کے نسخے رائج ہیں۔

۱۔	ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ مصمودیؒ	م ۲۳۴ھ	(اُندلس)
۲۔	امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ	م ۱۸۹ھ	(واسط، عراق)
۳۔	ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسمؒ	م ۱۹۱ھ	(مصر)
۴۔	ابو محمد علامہ عبداللہ بن وھبؒ	م ۱۹۷ھ	(مصر)
۵۔	ابو یحییٰ علامہ معن بن عیسیٰؒ	م ۱۹۸ھ	(مدینہ منورہ)
۶۔	ابو عبدالرحمٰن علامہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبیؒ	م ۲۲۱ھ	(بصرہ، مکہ مکرمہ)
۷۔	ابو عثمان علامہ سعید بن عفیرؒ	م ۲۲۶ھ	(مصر)
۸۔	ابو زکریا علامہ یحییٰ بن بکیرؒ	م ۲۳۱ھ	(مصر)
۹۔	ابو محمد علامہ سوید بن سعید الہرویؒ	م ۲۴۰ھ	(ہرات)
۱۰۔	علامہ ابو مصعب زہریؒ	م ۲۴۲ھ	(مدینہ منورہ)
۱۱۔	علامہ ابو حذافہ سہمیؒ	م ۲۵۹ھ	(بغداد)
۱۲۔	علامہ عبداللہ بن یوسف تنیسیؒ	......	(الجزائر، مغرب)
۱۳۔	علامہ مصعب بن عبداللہ زبیریؒ	......	......
۱۴۔	علامہ محمد بن المبارک صوریؒ	......	......
۱۵۔	علامہ سلیمان بن بیردؒ	......	......
۱۶۔	علامہ یحییٰ بن یحییٰ تمیمیؒ	......	......

اِن نسخوں میں اوّل الذکر یعنی یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اُندلسیؒ کے نسخے کو سب سے زیادہ رواج ملا اور اُس سے بالخصوص اُندلس (اسپین) بعض عرب ممالک اور شمالی افریقہ کے اسلامی ممالک نے خوب فیض اُٹھایا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس نسخے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

و آنچہ از نسخ موطا امروز در دیار عرب یافتہ شود چند نسخہ است، نسخۂ اولیٰ کہ اروج و اشہر است و مخدوم طوائف علماست نسخہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی ست کہ موطا عند الاطلاق برہمہ آں منطبق می شود واز لفظ موطا بی تقیید متباد رمیگردد(۳۵)

عرب ممالک میں آج کل ان نسخوں میں سے صرف چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جو ان میں سب سے زیادہ رائج اور مشہور ہے یہی یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا نسخہ ہے، جو طائفہ علما کا مخدوم نسخہ بھی ہے اور جب لفظ موطا مطلق بغیر کسی قید کے بولا جائے تو اُس سے مراد یہی نسخہ ہوتا ہے اور اسی کی طرف ذہن جاتا ہے۔

مصمود بربر کا ایک قبیلہ ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ اسی قبیلے کی طرف منسوب ہیں اور بجز درج ذیل تین ابواب انہوں نے پورے موطا کی امام مالکؒ سے سماعت فرمائی ہے۔ وہ تین ابواب یہ ہیں:

۱۔ باب خروج المعتکف للعید

۲۔ باب قضاء الاعتکاف

۳۔ باب النکاح فی الاعتکاف

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی یہ تین ابواب علامہ زیاد بن عبدالرحمٰن (م ۲۰۴ھ) سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام مالکؒ سے۔

ہمارے دور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندہلویؒ نے "اَوجز المسالک اِلٰی موطا امام مالک" کے نام سے موطا امام مالکؒ کی ۱۵ جلدوں میں (مطبوعہ قاہرہ، ۱۹۷۳ھ چھ ضخیم جلدیں) عربی میں جو شرح لکھی ہے اور جو ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں طبع ہوئی ہے۔ صفحات جلد۔۱ (۳۷۶) اور جلد۔۱۵ (۳۸۲)۔ وہ اسی یحییٰ بن یحییٰ مصمودی والے نسخے کی شرح ہے۔ چنانچہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندہلویؒ اپنے مقدمہ کتاب میں جو ۱۳۸ر صفحات پر پھیلا ہوا ہے لکھتے ہیں:

موطا امام مالک کا یہ نسخہ جو ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ ہمارے دیار میں موطا مالکؒ کے نام سے مشہور ہے یعنی مطلقاً بغیر کسی قید۔ علامہ سیوطیؒ، علامہ زُرقانیؒ، علامہ باجیؒ اور ہمارے دہلوی شیخ (مراد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جنہوں نے موطا کی فارسی میں تفصیلی شرح "مصفی فی احادیث الموطا" اور عربی میں مختصر

شرح "مسوّی من احادیث الموطا" تحریر فرمائی) اور دوسرے حضرات نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، یہ یحیٰ بن یحیٰ اُندلسی کا نسخہ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے ۱۳۴۸ھ کی طباعت کے وقت یہ مقدمہ کتاب تحریر فرمایا۔ دوسری مرتبہ جب ۱۳۸۴ھ میں مکتبۃ الیحیویہ، مظاہر العلوم، سہارنپور (ہند) / مکتبۃ الایمان، مدنیہ منورہ / مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ سے یہ کتاب طبع ہوئی تو آپ نے اس میں کچھ زیادات فرمائیں۔

موطا امام مالکؒ بروایت علی بن زیاد التونسی العبسی (م ۱۸۳ھ) مطبوعہ بیروت (الطبعۃ الخامسہ ۱۹۸۴ء) کل احادیث ۱۵۹ (صفحات ۲۹۰) نسبتاً مختصر ہے، جس میں چند ابواب ہیں، مثلاً الضحایا، العقیقۃ، الزکاۃ، ذبح اہل الکتاب طعام المجوس، اکل السباع، صید البحر، الذبائح وغیرہ۔

موطا امام مالکؒ بروایت محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) جس کی شرح متاخرین میں سے ملا علی قاری نے لکھی، فقہی ابواب کی ترتیب پر ہے اور نسبتاً مفصل ہے، مطبوعہ مصر، کل احادیث ۱۰۰۸ ، ترتیب ابواب اس طرح ہے، ابواب الصلوٰۃ، الجنائز، الزکوٰۃ، الحج، النکاح، الطلاق، الضحایا، الحدود، الاشربۃ، الفرائض وغیرہ۔

موطا امام مالک بروایت ابن القاسم و تلخیص القابسی مطبوعہ جدہ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء کل احادیث ۵۲۷ (صفحات ۵۴۹) معاجم کی طرز پر یعنی امام مالکؒ کے شیوخ (باعتبار حروف تہجی) کی ترتیب کے مطابق مجموعہ احادیث: باب الالف (امام مالک کے اساتذہ اسمٰعیل، اسحٰق ایوب، مالک عن اسمٰعیل، مالک عن اسحٰق مالک عن ایوّب وغیرہ) باب العین (علاء بن عبدالرحمٰن) باب المیم (موسیٰ بن عتبہ) باب الیاء (یحیٰ: مالک عن یحیٰ) وغیرہ۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ، فقہ کے چاروں اماموں کی طرف بالترتیب درج ذیل کتب احادیث منسوب ہیں:

۱۔ مسند امام اعظم (ابو حنیفہؒ)

۲۔ موطا امام مالکؒ

۳۔ مسند امام شافعیؒ

۴۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ

لیکن یہ خصوصیت صرف موطا امام مالکؒ کو حاصل ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے بار بار اس کو خود ترتیب دیا، خود اس کا انتخاب فرمایا اور خود بلا واسطہ اپنے مختلف نسخوں کے جامعین کے سامنے اس کی روایت کی ہے، جبکہ دیگر ائمہ کرامؒ کی مسانید (مع مسند امام احمدؒ) ان کے شاگردوں یا شاگردوں کے شاگردوں نے ترتیب دی ہیں، جس کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے اور کچھ تفصیل آئندہ اوراق میں آرہی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اسی کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

جاننا چاہئے کہ آج علم حدیث میں ائمہ اربعہؒ کی تصانیف میں سے سوائے موطا امام مالکؒ کوئی دوسری تصنیف موجود نہیں ہے اور دیگر ائمہ کی مسانید کے نام سے دنیا میں جو تصانیف مشہور ہیں وہ خود اُن ائمہ نے تصنیف نہیں فرمائی ہیں بلکہ اُن کے بعد دیگر حضرات نے اُن کی روایت کردہ احادیث کو جمع کر کے ترتیب دیا اور ان کا نام مسند فلاں رکھ دیا۔ (۳۶)

امام شافعیؒ جو حدیث میں امام مالکؒ کے شاگرد ہیں موطا امام مالکؒ کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ماعلیٰ ظهر الارض كتابٌ بعد كتاب الله تعالیٰ اَصحّ من موطّا مالك۔ (۳۷)

اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کے بعد روئے زمین پر موطا مالکؒ سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے۔

موطا امام مالکؒ کی درج ذیل شروح قابل ذکر ہیں:۔

۱۔	ابو مروان عبدالملک بن حبیب مالکیؒ	(م ۲۳۹ھ) تفسیر الموطا
۲۔	حمد بن محمد خطابیؒ	(م ۳۸۸ھ) شرح الموطا
۳۔	علامہ ابن رشیق مالکیؒ	(م ۴۵۶ھ) شرح الموطا
۴۔	علامہ ابن عبدالبر اندلسیؒ	(م ۴۶۳ھ) التمہید فی معانی الموطا والاسانید
۵۔	علامہ ابوالولید الباجیؒ	(م ۴۷۴ھ) شرح الموطا (جلدیں ۲۰)
۶۔	شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد البطیوسیؒ	(م ۵۱۱ھ) المقتبس
۷۔	قاضی ابو بکر بن العربی مالکیؒ	(م ۵۴۶ھ) المقتبس فی شرح موطا مالک بن انس
۸۔	حافظ جلال الدین سیوطیؒ	(م ۹۱۱ھ) کشف المغطا عن الموطا
۹۔	محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ	(م ۱۱۲۸ھ) شرح موطا امام مالک (جلدیں ۵)

۱۰۔	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	(م ۱۱۷۶ھ) المسوّیٰ من احادیث الموطا (عربی)
۱۱۔	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	(م ۱۱۷۶ھ) المصفی فی احادیث الموطا (فارسی)
۱۲۔	شیخ سلام اللہ حنفی	(م ۱۲۲۹ھ) المحلی شرح الموطا
۱۳۔	شیخ پیری زادہ حنفیؒ	(م ۱۲۹۲ھ) شرح موطا لفتح الرحمانی
۱۴۔	مولانا عبدالحی لکھنویؒ	(م ۱۳۰۷ھ) التعلیق المجد علیٰ موطا محمد
۱۵۔	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندہلویؒ	(م ۱۴۰۲ھ) اَوجز المسالک الیٰ موطا مالک (عربی)

﴿د﴾ اساتذہ و تلامذہ

امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء میں حضرت امام مالکؒ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد نوسو لکھی ہے۔ جن میں تابعین و تبع تابعین کی درج ذیل محترم و مقتدر ہستیاں بھی شامل تھیں۔

۱۔ نافع بن سرجیس الدیلمیؒ (م ۱۱۷ھ): حضرت ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام،

۲۔ ابن شہاب زہریؒ (م ۱۲۴ھ)

۳۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن المدنیؒ (م ۱۳۰ھ)

۴۔ ابو بکر عبداللہ بن یزید الاصمؒ (م ۱۴۰ھ)

۵۔ حضرت امام جعفر صادقؒ (م ۱۴۸ھ)

۶۔ امام نافع بن نعیمؒ (م ۱۶۹ھ) فنِ قرأت میں اہل مدینہ کے امام ان کے علاوہ امام مالکؒ کے اساتذۂ حدیث میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں۔ حضرت شیخ ابوالزنادؒ، حضرت علاء بن الرحمٰنؒ، حضرت سالم ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبید اللہؒ، حضرت عبداللہ بن ابی بکرؒ، شیخ مطرفؒ، حضرت ھشام بن عروۃؒ، عبداللہ بن دینارؒ، موسیٰ بن عقبہؒ، شیخ اسمٰعیلؒ، شیخ اسحٰقؒ، شیخ ایوبؒ، شیخ طلحہؒ، شیخ یحیٰؒ، شیخ اشہب، وغیرہ۔

امام مالکؒ کے سترہ تلامذہ کا ذکر گزشتہ اوراق میں موطا کے مختلف نسخوں کے سلسلے میں آچکا ہے۔ ان کے علاوہ امام شافعیؒ، لیثؒ اور عبداللہ بن المبارکؒ بھی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

﴿ر﴾ وفات

طلاق المکرہ (جبری طلاق) کا مسئلہ امام مالکؒ کے لئے آزمائش ثابت ہوا۔ وہ اسکو جائز

تصور نہ کرتے تھے۔ چنانچہ منصور کے دور میں والی مدینہ نے امام مالکؒ کو کوڑے لگوائے اور انہیں لٹا کر ان کا شانہ اُکھاڑا گیا، اور وہ آہستہ آہستہ اس تکلیف کے باعث معذور ہوتے چلے گئے۔ آپ کے عزیز شاگرد یحییٰ بن یحییٰ آخری وقت میں ۱۳۰ دیگر علماو فقہا کے ہمراہ حاضر خدمت تھے کہ حضرت امامؒ کے آخری دیدار سے اپنی آنکھوں کو روشن کر سکیں اور آپ کی آخری نصیحتیں سن سکیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امامؒ کو کچھ وقت کے لئے ہوش آیا تو آپ نے فرمایا:

الحمدللّٰہ الذی اضحک وابکیٰ وامات واَحییٰ۔

اُس اللہ کا شکر ہے جس نے خوشی و غمی دکھا کر کبھی ہنسایا کبھی رلایا، موت طاری کی اور زندہ کیا۔

حاضرین نے قریب آکر پوچھا کہ آپ کے باطن کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا کہ

اولیا کی صحبت میں بہت خوش ہوں اور میرے نزدیک اہل علم ہی اولیا اللہ ہیں اور اللہ پاک انبیا علیہم السلام کے بعد اہل علم اولیا اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں، اور اس وقت میں اس لئے بھی بہت مسرور و خوش دل ہوں کہ میری ساری عمر علم سیکھنے اور اُسے دوسروں کو سکھانے میں صرف ہوئی ہے اور میں اپنی اس سعی کو مشکور تصور کرتا ہوں۔

پھر آپ نے دینی علوم خصوصاً علم حدیث کا ادبیات، عقلیات و ریاضیات وغیرہ سے موازنہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے جو عمل ہم پر فرض کئے ہیں یا جن اعمال کو اُس کے پیغمبر ﷺ نے ہمارے لئے سنت قرار دیا ہے مثلاً محافظت نماز، ثوابِ حج یا رتبہ جہاد وغیرہ وہ معلومات ہمیں دینی علوم و حدیث ہی سے مل سکتی ہیں۔ تو یہ علم گویا نبوت کی میراث ہے، بخلاف ادبیات و عقلیات وغیرہ کے، کہ وہ چیزیں بغیر طریقۂ نبوت بھی معلوم ہو سکتی ہیں، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

ادبیات و عقلیات و ریاضیات وغیرہ علوم طریق نبوت کے بغیر بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں جبکہ ثواب و عذاب کا علم شریعتوں اور ادیان کا علم اور اُس کے انوار کا حصول چراغ نبوت کی قندیل کے بغیر ناممکن ہے۔ پس جو شخص طریق نبوت کے علم میں لگ گیا اور اس کے شوق میں گرفتار رہا قدرت کی طرف سے عجیب کرامت و ثواب دیکھتا ہے اور اُس کا یہ ثواب و کرامت حضرات انبیا علیہم السلام کے ثواب و کرامت کے مشابہ ہے اور اس کی حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

پھر آپ نے حضرت ربیعہؒ کی بیان کردہ حدیث سنائی کہ ایسے شخص کو جو نماز ادا کرنا نہیں جانتا اگر وہ مجھ سے مسئلہ پوچھے اور میں اُسے نماز کے فرائض، سنتیں اور آداب بتادوں تو میرے نزدیک یہ اس سے بہتر ہے کہ کوئی مجھے تمام دنیا کی دولت دے دے اور میں اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دوں۔ اگر مجھے کسی مسئلہ یا روایت حدیث میں کوئی شبہ پیش آ جائے اور میں ہمہ تن اُس کی تلاش میں لگ جاؤں کہ نہ دن کو چین ملے نہ رات کو آرام۔ میری تمام رات اس شبہ کے باعث مکدر ہو جائے پھر صبح ہوتے ہی میں کسی عالم کے پاس جاکر پورا اطمینان حاصل کرلوں تو یہ میرے نزدیک سو حج سے زیادہ مقبول ہے اور پھر آپ نے اپنے اُستاد حضرت ابن شہاب زہریؒ کا قول سنایا کہ اپنے دینی معاملات میں اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں خوب سوچ کر اسے صحیح راہ بتادوں جس سے اُس کے دین کی اصلاح ہو جائے اور اس کا اللہ سے تعلق درست ہو جائے تو یہ میرے نزدیک سو غزوے (جہاد) سے بہتر ہے اور یحییٰ فرماتے ہیں۔

ایں کلام آخر حرف ست کہ از حضرت امام شنیدم،

یہ آپ کے آخری کلمات تھے جو میں نے حضرت امام مالکؒ سے سنے۔(۳۸)

اور پھر آپؒ محبوب حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان بقیع غرقد کی مغربی جانب حضرت امام نافع کی دائیں جانب آپ کی قبر مبارک ہے۔ اس عاجز راقم الحروف کو قبر مبارک کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ (الحمد للہ)

﴿س﴾ بشارتیں

۱۔ ایک بزرگ ابو عبداللہؒ اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ میں خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے گرد لوگ حلقہ بنائے بیٹھے ہیں اور حضرت امام مالکؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روئے مبارک کئے باادب کھڑے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ مشک رکھا ہوا ہے اور آپ اس میں سے مٹھی بھر بھر کر امام مالکؒ کو دے رہے ہیں اور امام مالکؒ لوگوں پر چھڑک رہے ہیں۔ میرے دل میں اس خواب کی یہ تعبیر آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم (حدیث) کا ظہور پہلے امام مالکؒ میں ہوا اور پھر آپ کے واسطے سے یہ دوسروں تک پہنچا۔

۲۔ امام مسلمؒ کے اُستاذ شیخ محمد بن رمح تجیبمصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے حضرت رسالت پناہ ﷺ سے عرض کیا کہ لوگ امام مالکؒ اور امام لیثؒ کی افضلیت کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر ایک ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا اور افضلیت ثابت کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مالکؒ میرے تخت کے وارث ہیں۔ میں اسی وقت سمجھ گیا کہ آپ کی مراد علم کی وراثت ہے۔ (۳۹)

۳۔ حضرت خلف بن عمرؒ فرماتے ہیں: میں امام مالکؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ مدینہ کے قاری ابن کثیرؒ نے امام مالکؒ کو ایک پرچہ دیا۔ حضرت امامؒ نے اسے پڑھا اور اپنی جائے نماز کے نیچے رکھ لیا۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور وہ پرچہ مجھے دیا۔ میں نے پرچہ دیکھا اُس میں ایک خواب کا حال لکھا تھا کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہیں اور آپ سے کچھ مانگ رہے ہیں۔ اُن کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا میں نے اس منبر کے نیچے ایک بہت بڑا خزانہ دفن کر دیا ہے اور مالکؒ سے کہدیا ہے وہ تمہیں تقسیم کر دیں گے۔ اس لئے تم لوگ مالکؒ کے پاس جاؤ۔ لوگ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے، بتاؤ مالکؒ تقسیم کریں گے یا نہیں۔ کسی نے جواب دیا جس بات کا مالک کو حکم دیا گیا ہے وہ اُسے ضرور پورا کریں گے۔ اس خواب سے مالک پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ بے حد روئے۔ میں تو اُنہیں روتا ہی چھوڑ آیا۔ (۴۰)

اب تک درج ذیل محدثین کرامؒ کا تذکرہ قدرے تفصیل سے آچکا ہے۔

امام ابن شہاب زہریؒ، امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، امام زفر بن ہذیلؒ، امام وکیع بن الجراحؒ، یحیٰی بن سعید القطانؒ، سفیان بن عیینہؒ، عبداللہ بن المبارکؒ، امام مالک بن انسؒ، یحیٰی بن یحیٰی مصمودیؒ، زیاد بن عبدالرحمٰنؒ،

۴۔ امام شافعیؒ (۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ)

امام شافعیؒ کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

الامام ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف۔

اپنے دادا کے دادا شافع کی طرف منسوب ہو کر شافعی مشہور ہوئے۔

(الف) مناقب

i)...... عبد مناف میں آپ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

ii)...... آپ نسباً قریشی ہیں اور آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبیداللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پوتے کی پوتی ہیں۔امام شافعیؒ بچپن ہی میں یتیم ہوگئے تھے۔

iii)...... بقول علامہ غلام رسول سعیدی امام محمدؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ) نے امام شافعیؒ کی والدہ سے شادی کی اور اپنا تمام مال اور کتابیں امام شافعیؒ کے حوالے کر دیں اور امام محمدؒ کی تصانیف کے مطالعے سے ہی اُن میں فقاہت کا ملکہ پیدا ہوا اور امام محمدؒ کے اسی فیضان سے متاثر ہو کر امام شافعیؒ نے کہا: جو شخص فقہ میں نام کمانا چاہتا ہو وہ امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب سے استفادہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے استنباط مسائل اور استخراج احکام کی راہیں ان لوگوں پر کشادہ کر دی ہیں۔(۴۱)

iv)...... بیت المقدس کے قریب غزہ یا عسقلان میں امام شافعیؒ کی ولادت ہوئی۔دو سال کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو مکہ مکرمہ لے آئیں۔ آپ سات سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوگئے تھے۔اُس کے بعد حفظ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور دس سال کی عمر میں موطا امام مالک حفظ کر لیا تھا۔

v)...... آپ ۱۵ر سال کے تھے کہ آپ کے شیخ مسلم بن خالدؒ نے آپ کو فتویٰ نویسی کی اجازت دے دی تھی۔

vi)...... آپ ایک مرتبہ منیٰ میں تھے اور اب تک آپ کو شعر، تاریخ و ادب وغیرہ سے زیادہ دلچسپی تھی اور حدیث و فقہ سے شغف نہ تھا اور نہ شیخ مسلم بن خالدؒ یا امام مالک سے ملاقات ہوئی تھی کہ پشت کی جانب سے آپ کو ایک آواز آئی علیک بالفقہ (فقہ سیکھو)۔ ادھر شیخ مسلم بن خالد زنجیؒ سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے فرمایا صاحبزادے! کس ملک کے باشندے ہو۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ مکہ مکرمہ کا۔ فرمایا کس محلے میں؟ میں نے کہا خیف میں۔ پھر پوچھا کس قبیلے کے ہو؟ میں نے کہا عبد مناف کی اولاد۔ فرمایا بہت خوب بہت خوب! اللہ تعالیٰ نے تمہیں دونوں جہان کا شرف بخشا ہے۔اچھا ہو اگر اپنی فہم و ذکاوت کو علم فقہ میں خرچ کرو۔ یہ سن کر آپ نے اُن کی شاگردی قبول کی۔

اُن کے بعد امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت آپ موطا حفظ کر چکے تھے اور آپ کی عمر کل ۱۳ر سال کی تھی۔ موطا کے درس میں شریک ہوگئے۔ جب قرأت کا وقت آیا تو آپ نے (بغیر کوئی کتاب یا کاغذ دیکھے) زبانی قرأت شروع کی۔ امام مالکؒ کو اس پر تعجب ہوا اور آپ کی قرأت کو بہت پسند فرمایا۔ جب یہ ختم کرنے کا ارادہ کرنے لگے تو فرمایا "اور پڑھو، اور پڑھو، تم تقویٰ اپنا شعار رکھنا ایک زمانہ آئے گا کہ تم بہت بڑے شخص ہو گے،، اللہ پاک نے تمہارے دل میں ایک نور ودیعت رکھا ہے۔ گناہ کر کے اُسے ضائع نہ کرنا۔ (۴۲)

(ب) خدمت حدیث

امام مالکؒ کی طرح امام شافعیؒ نے درس حدیث کی باقاعدہ کوئی مجلس قائم نہیں کی بلکہ اس طرح علم حدیث کی خدمت کی کہ جمع روایات، تنقید احادیث، اُصول روایت اور امتیاز مراتب کے قواعد مرتب کئے۔ اپنی تصانیف میں آپ نے مختلف احادیث سے استدلال کیا اور فقہی مسائل مستنبط کئے اور اس طرح احادیث نبویہ کے شرعی حجت ہونے کو عملاً واضح کیا۔

امام شافعیؒ کے دور تک تدوین حدیث کا کافی کام ہو چکا تھا۔ اب تک محدثین حضرات اپنی کتب میں مرفوع احادیث (جن میں سند حدیث متصل ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو) کے ساتھ مرسل (جس کی سند کے آخر سے راوی چھوٹ گیا ہو) و معضل (جس کی سند کے درمیان سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو یا پے درپے راوی چھٹے ہوں) روایات، صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال بھی ذکر کرتے تھے اور حدیث مرسل حجت سمجھی جاتی اور قابل قبول گردانی جاتی تھی۔ امام شافعیؒ نے مزید احتیاط ملحوظ رکھتے ہوئے مرسل حدیث سے استدلال کے بارے میں اختلاف کیا۔

امام شافعیؒ کی خدمتِ حدیث کے سلسلے میں "مسند شافعیؒ" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو اُن ۱۹۰۰ر احادیث کا مجموعہ انتخاب ہے۔ جن سے امام شافعیؒ نے اپنی کتب مبسوط و کتاب الام وغیرہ میں استدلال کیا ہے:

"کتاب الام" امام شافعیؒ کی تصانیف کا مجموعہ ہے: جلدیں۔۷، مطبوعہ قاہرہ (۱۳۲۱ھ تا ۱۳۲۵ھ،) مسند شافعیؒ میں اگر مکرر احادیث حذف کر دی جائیں تو تعدادِ احادیث ۹۴۰ر بنتی ہے۔ جن میں مرفوع احادیث ۸۲۰ ہیں اور مرسل و معضل روایات ۱۲۰ ہیں۔ (۴۳)

مسند شافعیؒ اس طرح امام شافعیؒ کی تصنیف نہیں ہے جیسے موطا مالک امام مالک کی تصنیف ہے، بلکہ وہ اُن روایات کا مجموعہ ہے جو امام شافعیؒ کے شاگرد ربیع بن سلیمان مراویؒ (م ۲۷۰ھ / ۸۸۴ء) نے امام شافعیؒ سے سنیں اور ربیع بن سلیمانؒ کے شاگرد ابو العباس محمد بن یعقوب الاصمؒ نے اُن سے سن کر کتاب الام اور مبسوط کے ضمن میں جمع کیں اور ''مسند امام شافعیؒ'' نام رکھ دیا۔ یہ تمام احادیث ربیع بن سلیمانؒ نے بلاواسطہ امام شافعیؒ سے سنی ہیں، بجز جزو اوّل کی چار ۴ احادیث جن میں ربیعؒ نے بواسطہ بویطیؒ روایت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

> مسند حضرت امام شافعیؒ وہ احادیث مرفوعہ ہیں جو حضرت امام شافعیؒ نے اپنی سند سے اپنے شاگردوں کے سامنے بیان فرمائیں اور روایت کیں۔ ان احادیث کو ابو العباس محمد بن یعقوب الاصمؒ نے کہ کتاب الام اور مبسوط کے ضمن میں واقع ہوئی تھیں ربیع بن سلیمان سے سنا اور ایک جگہ جمع کر دیا اور اُس کا نام مسند امام شافعیؒ رکھ دیا اور ربیع بن سلیمان، امام شافعیؒ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں اور اُنہوں نے چار کے علاوہ ان تمام احادیث کو حضرت امام شافعیؒ سے سنا ہے جزو اوّل کی ان چار احادیث کو بواسطۂ بویطی امام شافعی سے سنا ہے۔ (۴۴)

مسند حدیث کی وہ کتاب ہے جو ترتیب صحابہؓ پر ہو مثلاً پہلے وہ تمام احادیث یکجا جمع کر دی جائیں جس کے آخری راوی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر وہ تمام احادیث یکجا ہوں جن کے راوی مثلاً حضرت عمر فاروق ؓ ہیں اور اسی طرح دیگر صحابہؓ، پھر اس ترتیب صحابہؓ کی تین شکلیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ ترتیب افضلیت کے اعتبار سے ہو، مثلاً حضرات عشرۂ مبشرہؓ اور بعد میں دیگر صحابہؓ، پھر ان عشرۂ مبشرہؓ میں بھی پہلے خلفاء اربعہؓ (حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ) اور بعد میں دیگر عشرۂ مبشرہؓ۔ دوسری ترتیب یہ کہ نسب کے اعتبار سے ہو کہ ایک نسب کے تمام صحابہؓ ایک جگہ اور دیگر انسابؓ کے اسی طرح دوسری جگہ ہوں اور تیسری ترتیب باعتبار حروف معجمہ کہ جن صحابہؓ کے نام الف سے شروع ہیں وہ پہلے پھر (ب) سے شروع ہونے والے صحابہ کے نام اور اسی طرح (ی) تک۔ حدیث کی ایسی کتاب جن میں احادیث ان تین مختلف طرح کی ترتیب میں سے کسی ایک ترتیب پر جمع ہوں، مسند کہلاتی ہے۔ مثلاً مسند احمد، اور اگر احادیث کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہو کہ مثلاً پہلے مسائل طہارت (وضو، غسل و تیمم) و نماز سے متعلق احادیث یکجا ہوں پھر روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ سے متعلق احادیث یکجا تو ایسی حدیث کی کتاب کو سنن کہتے ہیں، جیسے سنن

ابوداؤد وغیرہ۔

"مسند امام شافعیؒ" مذکورہ بالا فنی تعریف کی روشنی میں نہ مسند ہے نہ سنن بلکہ اُس میں کیف ما اتفق بغیر کسی خاص ترتیب کے احادیث جمع کر دی گئی ہیں اور اسی لئے اس میں تکرار بہت زیادہ ہے، چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

بہر حال آں مسند بہ مسانید ترتیب یافتہ است و نہ برابواب بلکہ کیف ما اتفق التقاط نمودہ جدا نوشتہ است ولھذا تکرار بسیار در اکثر مواضع دراں یافتہ می شود۔ (۴۵)

بہر حال وہ مسند (یعنی مسند امام شافعیؒ) نہ مسانید کی ترتیب کے مطابق ہے نہ ابواب فقہ کی ترتیب پر بلکہ جیسا بھی موقعہ ہوا احادیث جمع کر دی گئیں۔ لہٰذا اکثر مواقع پر اس میں تکرار بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

مسند امام شافعیؒ: مطبوعہ بیروت۔ لبنان ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء کل صفحات ۳۹۰/ اس کی پہلی حدیث درج ذیل ہے:

باب ماخرج من كتاب الوضوء: اخبرنا الامام ابوعبد الله محمد بن ادريس الشافعي - اخبرنا مالك بن انس عن صفوان بن سليم عن سعيد بن سلمةؒ رجل من آل ابناء الازرق انّ المغيرة بن ابى بردة وهو من بني عبد الدار اخبرهٔ انّهٔ سمع اباهريرة يقول سئال رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا نركب البحر و نحمل معنا القليل من الماء فان توضانا بهٖ عطشنا افنتوضأ بماء البحر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماؤهٔ و الحلّ ميتتهٔ

امام شافعیؒ۔ مالک بن انس۔ صفوان بن سلیم۔ سعید بن سلمہ کی سند سے مغیرہ بن ابی بردہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور تھوڑا سا پانی اپنے ساتھ رکھ لیتے ہیں اگر اس پانی سے ہم وضو بھی کرلیں تو پھر (وہ پانی جلد ختم ہو جائے) ہم پیاسے رہ جائیں۔ کیا ہم

سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

مسند امام شافعی میں ابواب الوضوء کے بعد بعض درج ذیل ابواب ہیں:۔

الامامة، جمعه، عیدین، الصّوم، الزّکاة، الطّلاق، المناسك، البیوع، الرّهن، العتق، الظهار،

مسند امام شافعیؒ کی درج ذیل شروح مشہور ہیں:

۱۔ ابن الاثیر جزریؒ (م ۶۰۶ھ): ''کتاب الشافعی العینی فی شرح مسند الشافعی'' (جلدیں۔۵)

۲۔ شیخ زین الدین حلبیؒ: '' المنتخب المرضی فی مسند الشافعی'' (انتخاب جزریؒ)

۳۔ علامہ رافعیؒ (م ۶۲۳ھ): ''شرح مسند الشافعی'' (جلدیں۔۲)

۴۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ): ''الشافعی العینی علیٰ مسند الشافعی''

(ج) اساتذہ و تلامذہ

حضرت امام شافعیؒ نے حصول علم کے لئے متعدد سفر کئے، آپ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بغداد، یمن و مصر وغیرہ تشریف لے گئے اور متعدد شیوخ سے فیض حاصل کیا، جن کی تعداد صدر الائمہ مکیؒ نے ۸۰ بتائی ہے۔

(i) اساتذہ: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)، علامہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور مورخ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے آپ کے درج ذیل بعض شیوخ کا ذکر کیا ہے:

مسلم بن خالد زنجیؒ، امام مالک بن انسؒ، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، عبدالوہاب ثقفیؒ، سعید بن سالم القداحؒ، ابراہیم بن سعدؒ، حاتم بن اسماعیلؒ، امام سفیان بن عیینہؒ، شیخ ابن علیہؒ، شیخ ابو نمرہؒ، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ عمر بن محمد بن علی بن شافعؒ، محمد بن خالد جندیؒ، اسمٰعیل بن جعفر ہشام بن ابی یوسف الصنعانیؒ، عطاف بن خالد المخزومیؒ عبدالعزیز بن ماجشونؒ، محمد بن علیؒ،

(ii) تلامذہ: علم حدیث وفقہ میں متعدد شاگردوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کے درج ذیل چند تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ، ربیع بن سلیمان مرادیؒ، سلیمان بن داؤد ہاشمیؒ ابراہیم بن منذر جزامیؒ البویطیؒ، الکرابیسیؒ، ابو بکر عبداللہ بن الزہیر حمیدیؒ، ابو ثور ابراہیم بن خالد ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ مزنیؒ، ربیع بن سلیمان جنیدیؒ، یونس بن عبدالاعلیٰ، ابو یحییٰ محمد بن سعید عطارؒ، ابو الولید موسیٰ بن جارود مکیؒ، عمرو بن سواد عامریؒ، حسن بن محمد زعفرانیؒ۔(۴۶)

(د) دورِ ابتلا اور امام محمدؒ کا احسان

امام شافعیؒ بھی دیگر ائمہ احادیث کی طرح آزمائش کے دور سے گزرے مگر امام محمد بن حسن الشیبانیؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ) کی بر وقت مدد اور اللہ پاک کے خصوصی فضل کے باعث وہ انتہائی خطرناک نتائج سے بچ گئے، قیام مکہ کے دوران امام شافعیؒ کو زبان وادب میں مہارت اور حدیث وفقہ پر گہری نظر رکھنے کے باعث کافی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ الاصمعی جیسے ماہرین ادب وزبان نے اُن کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا تھا اور اشعار الہذلیین اور دیوان الشفریٰ وغیرہ آپ سے پڑھی تھیں۔ والی یمن اُن دنوں اتفاق سے مکہ مکرمہ آیا ہوا تھا۔ اُس نے آپ کا یہ تبحر علمی اور ادبی ذوق دیکھ کر آپ کو یمن میں ایک بڑا سرکاری عہدہ دینے کا فیصلہ کیا اور آپ عامل نجران بنا دیئے گئے۔ مگر یہ سلسلہ زیادہ عرصہ تک نہ چل سکا۔ والی یمن ظالم و سفاک تھا۔ وہ ظلم روا رکھتا مگر امام شافعیؒ اُس کو روکتے اور وہ برافروختہ ہوتا اور ایک مرتبہ وہ اتنا ناراض ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید سے آپ کی شکایت کر دی اور امام شافعیؒ پر یہ خطرناک الزام لگا دیا کہ وہ علوی سادات کے ساتھ بغاوت میں شریک ہو گئے ہیں، اور خلیفہ ہارون رشید کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید نے امام شافعیؒ کو گرفتار کر کے فوراً دربار خلافت میں حاضر کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ امام شافعیؒ گرفتار ہوئے اور خلیفہ ہارون رشید کے سامنے رقہ میں پیش کئے گئے، جہاں خلیفہ اُس دن آئے ہوئے تھے۔ رقہ میں امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ قاضی تھے، جنہوں نے خلیفہ ہارون رشید سے امام شافعیؒ کے بارے میں سفارش کی اور اُسے پوری صورتحال سمجھائی اور اس طرح امام شافعیؒ کی رہائی عمل میں آئی۔ یہ ۱۸۴ھ کا واقعہ ہے جس کے بعد امام شافعیؒ تین سال تک امام محمدؒ کے ساتھ رہے اور عراق کے فقہ کو امام محمدؒ کی شاگردی میں حاصل کیا۔

(ر) امام شافعیؒ کا تقویٰ اور للّٰہیت

حضرت امام شافعیؒ عبادت و ریاضت اور تقویٰ و تزکیہ میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

محققین علماو صوفیا نے آپ کی ریاضت و تقویٰ اور خشیت الٰہی کے متعدد واقعات لکھے ہیں اور آپ کو خوب خوب خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ہرات (افغانستان) کے مشہور محدث ملا علی قاریؒ (شیخ نور الدین علی بن سلطان محمد القاری الہروی المتوفی ۱۰۱۴ھ) آپ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں: (۴۷)

۱۔ آپ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو سنا کہ قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔

هٰذَا يَوْمُ لَايَنْطِقُوْنَ O وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ O (۴۸)

یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ اُن کو عذر کی اجازت ہوگی۔ سو عذر بھی نہ کر سکیں گے۔

یہ آیت سنتے ہی حضرت امام شافعیؒ پر لرزہ طاری ہوگیا اور آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ خوفِ الٰہی کی عجیب کیفیت آپ پر طاری ہوگئی اور آپ فوراً سجدہ میں گر پڑے، عجیب گریہ و زاری کا عالم آپ پر طاری تھا اور یہ کلماتِ مناجات آپ کی زبانِ مبارک پر تھے:

اللّٰهم اِنّی اعوذبك من مقام الكذّابين ومِن اعراض الجاهلين هب لى من رحمتك و جللّنى بسترك واعف عنى بكر مك ولاتكلنى اِلىٰ غيرك ولا تقنطنى من خيرك ،

اے اللہ! میں جاہلوں کی روگردانی اور جھوٹوں کے مقام سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ مجھے اپنی رحمت عنایت فرما۔ میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما۔ اپنے کرم سے مجھے معاف فرما۔ اپنے علاوہ مجھے کسی دوسرے کے سپرد نہ فرما اور مجھے اپنی خیر سے مایوس نہ فرما۔

۲۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندہلویؒ (م ۱۴۰۲ھ) آپ کے شوق تلاوت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سلف کی عادات ختم قرآن میں مختلف رہی ہیں۔ بعض حضرات ایک ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ امام شافعیؒ غیر رمضان المبارک میں، اور بعض دو ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ خود امام شافعیؒ کا معمول رمضان المبارک میں تھا۔ (۴۹)

۳۔ اُستاذ الحدیث مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی، حضرت امام شافعیؒ کی سخاوت و شوق انفاق فی سبیل اللہ کا ایک واقعہ بحوالہ حمیدی (شاگرد امام شافعیؒ) بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ صنعاء (یمن) سے تشریف لائے تھے۔ اُس وقت آپ کے پاس دس ہزار دینار تھے۔ آپ کا خیمہ

مکہ مکرمہ سے باہر لگا ہوا تھا لوگ ملاقات کے لئے آتے تھے اور آپ ان کو دینار تقسیم کرتے۔ یہاں تک کہ بیٹھے بیٹھے آپ نے وہ تمام رقم لوگوں پر تقسیم کر دی۔ (۵۰)

۴۔ حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) امام شافعیؒ کے شاگرد ابو یعقوب مزنیؒ کے حوالہ سے حضرت امام شافعیؒ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں ان کے ساتھ مسجد سے ان کے گھر تک آیا، میں کسی شرعی مسئلے میں ان سے گفتگو کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک غلام آیا اور کہنے لگا میرے آقا نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ تھیلی نذر کی ہے۔ آپ نے وہ تھیلی رکھ لی تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اور اُس نے کہا میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، آپ نے وہ تھیلی اُٹھا کر اُسے دے دی۔ (۵۱)

(س) وفات، بشارتیں

رجب ۲۰۴ھ کی آخری تاریخ تھی اور شب جمعہ کہ بعد نماز مغرب حضرت امام شافعیؒ پر ایک رقت سی طاری ہو گئی اور آپ بار بار یہ شعر دہرانے لگے ؎

تعاظمني ذنبي فلما قرنته
بعفوك ربّي كان عفوك اعظما

میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے لیکن میں جب تیری رحمت پر نظر کرتا ہوں اور تیرے معاف کرنے کی صفت کو دیکھتا ہوں تو وہ اس سے کہیں زیادہ نظر آتی ہے۔

اور اسی وقت دعا کی حالت میں آپ ۵۴ سال کی عمر پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۰۰ھ / ۸۱۵۔۸۱۶ء سے امام شافعیؒ نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں مقام فسطاط میں ان کا انتقال ہوا اور قرافہ صغریٰ میں (المقطم کے دامن میں بنو عبد الحکم کے قبے میں) دفن ہوئے (اللہ پاک قیامت تک اُن پر اپنی رحمتیں برسائے۔ آمین) اس عاجز راقم الحروف کو آپ کے مزار مبارک کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ (الحمد اللہ)

مورخ ابن خلکانؒ امام شافعیؒ کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے وفات کے بعد امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا۔ ربیع نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ امام شافعیؒ نے جواب دیا: مجھے ایک سنہری کرسی پر بٹھا کر میرے

اوپر تازہ بتازہ موتیوں کی بکھیر کی۔(۵۲)

(۵) امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ)

آپ کا نسب نامہ درج ذیل ہے:

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادیؒ،

اپنے چھوٹے بیٹے عبداللہ (۲۱۳ھ تا ۲۹۰ھ / ۸۲۸ء تا ۹۰۳ھ) جن کے واسطے سے حضرت امام احمدؒ کے علم حدیث کا اکثر حصہ ہم تک پہنچا، کے باعث آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہوئی۔ چونکہ آپ کا تعلق عرب کے مشہور خاندان بنوشیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا اور ذہل بن ثعلبہ رشتہ میں ذہل بن شیبان کے چچا ہیں۔ اس خاندانی نسبت سے امام احمدؒ ذہلی شیبانی ہیں۔ امام احمدؒ جب شکم مادر میں تھے تو آپ کی والدہ محترمہ مرو (شہر) سے بغداد آئیں، جہاں ربیع الاول ۱۶۴ھ میں امام احمدؒ کی ولادت ہوئی تو ولادت سے قبل کے شہر مرو کی نسبت سے آپ المروزی اور جائے پیدائش اور جائے وفات کی نسبت سے آپ بغدادی ہیں۔

آپ کے اجداد پہلے بصرہ میں آباد تھے۔ آپ کے دادا حنبل بن ہلال بنوامیہ کی طرف سے والی سرخس تھے اور ان کے دور میں یہ خاندان شہر مرو میں آکر آباد ہوگیا۔ آپ کے والد محمد بن حنبل خراسانی فوج میں ملازم تھے اور وہ بغداد منتقل ہوگئے، جہاں اُن کی آمد کے چند ماہ بعد امام احمدؒ پیدا ہوئے۔ امام احمدؒ ابھی تین سال کے تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔(۵۳)

ابتداءِ عمر ہی میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا تھا، پھر علم لغت و فقہ و حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور حصول علم کے لئے عراق، حجاز، یمن و شام کے سفر کئے۔

(الف) مناقب

علم حدیث سے آپ کو خصوصی دلچسپی تھی اور آپ نے عمر کا کافی حصہ اس میں صرف کیا اور بہت محنتیں کیں، آپ کا شمار تاریخ اسلام کے عظیم ترین محدثین میں سے ہوتا ہے:

۱...... سب سے پہلے بغداد کے محدثین سے آپ نے کسب فیض کیا اور امام ابو حنیفہؒ کے نامور شاگرد امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء) کی خدمت میں تعلیم حدیث کے لئے حاضر ہوئے اور اُن سے احادیث لکھیں۔(۵۴)

پھر بغداد ہی میں ابراہیم نخعیؒ کے شاگرد ھشیم بن بشیرؒ ابن ابو حازم الواسطی (م ۱۸۳ھ) سے ۱۷۹ھ تا ۱۸۳ھ چار سال تک حدیث کا درس لیتے رہے۔ پھر آپ دبستان حجاز کے عظیم محدث حضرت سفیان بن عینیہؒ (م ۱۹۸ھ / ۸۱۴ء) کے شاگرد رہے۔ بصرہ کے عظیم محدث حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ) اور کوفہ کے محدث وکیع بن الجراح (م ۱۹۷ھ / ۸۱۳ء) سے بھی آپ نے علم حدیث کی تحصیل کی۔

۲...... حصول علم حدیث میں آپ اُستاذالحدیث کے احترام اور خود حدیث کے ادب کا کتنا خیال رکھتے تھے اور اس سلسلے میں آپ کتنے بلند ہمت تھے اس کا کچھ اندازہ آپ کو درج ذیل واقعہ سے ہو گا، ۱۹۸ھ میں آپ نے حج کی نیت سے حجاز اور وہاں کچھ دن قیام کر کے عبدالرزاق بن ہمامؒ سے حدیث سننے کے لئے صنعاء (یمن) کا قصد کیا تھا اور اپنے ہم درس یحیٰی بن معینؒ سے اس کا تذکرہ بھی کر دیا تھا۔ دونوں نے اس کی نیت کی اور مکہ پہنچے۔ ابھی دونوں طوافِ قدوم کر رہے تھے کہ عبدالرزاق بن ہمامؒ طواف کرتے دکھائی دیئے۔ ابن معینؒ اُن کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے سلام کیا اور امام احمدؒ کا تعارف کرایا۔ اُنہوں نے ان کو دعا دی اور کہا کہ میں نے ان کی بڑی تعریف سنی ہے۔ یحیٰی بن معین نے کہا کہ ہم کل آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ سے حدیث کی سماعت کریں گے جب وہ چلے گئے تو امام احمدؒ نے اپنے رفیق سے کہا کہ تم نے شیخ سے کیوں وعدہ لے لیا؟ انہوں نے کہا کہ حدیث سننے کے لئے۔ شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک مہینے کے سفر، پھر واپسی کے ایک مہینے اور مصارفِ کثیر سے بچالیا اور شیخ کو یہیں پہنچا دیا۔ امام احمدؒ نے کہا کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں حدیث کے لئے سفر کی نیت کروں پھر اس وجہ سے فسخ کر دوں۔ ہم تو جائیں گے اور وہیں جا کر (یعنی صنعاء، یمن جا کر) سنیں گے۔ چنانچہ حج کے بعد صنعاء گئے اور زہری اور ابن المسیب کی روایتوں کی (جو پہلے سے اُن کی سنی ہوئی نہیں تھیں) سماعت کی۔ (۵۵)

۳...... امام احمد بن حنبلؒ کے یہی ساتھی جن کا اوپر ذکر ہوا امام احمدؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

ما رأيت مثل أحمد بن حنبلؒ، صحبتهٗ خمسين سنةً ما افتخر علينا بشئي ممّا كان فيه من الصلاحِ والخير ،(٥٦)

میں نے احمد بن حنبلؒ جیسا کوئی دوسرا آدمی نہیں دیکھا۔ میں پچاس سال اُن کے ساتھ رہا۔ اُنہوں نے ہمارے سامنے کبھی اپنے صلاح و خیر پر فخر نہیں کیا۔

۴...... مشہور محدث شیخ ابراہیم الحربیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

رأیت احمد بن حنبل فرأیت کان اللّٰہ جمع لهٗ علم الاوّلیین والآخرین من کلّ صنفٍ یقول ماشاء ویمسك ماشاء، (۵۷)

میں نے احمد بن حنبلؒ کو دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا اولین و آخرین کا علم اُن کے سینہ میں جمع کر دیا ہے۔ جس علم کا چاہتے اظہار فرماتے اور جسے چاہتے روک رکھتے۔

۵...... اپنے درس حدیث میں آپ اُمرا کے مقابلے میں غریب طلباء کا زیادہ خیال رکھتے اور ہر طرح اُن کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ ابو نعیم الاصبہانیؒ، امام احمدؒ کے ایک ہم عصر کا درج ذیل قول نقل کیا ہے۔

میں نے کسی غریب کو ایک مجلس میں کہیں اتنا زیادہ باعزت نہیں دیکھا جتنا ابو عبداللہ (امام احمدؒ) کی مجلس میں دیکھا۔ وہ غریبوں کی طرف متوجہ رہتے اور اہل دنیا اُمرا کی طرف کم متوجہ ہوتے، آپ کے یہاں ایک طرح کا وقار تھا اور طبیعت میں عجلت بالکل نہ تھی۔ بلکہ آپ بہت تواضع اور خاکساری کا اظہار کرنے والے تھے۔ ایک خاص قسم کی طمانیت اور ٹھہراؤ اور وقار آپ کے چہرہ پر دیکھا جاسکتا تھا۔ آپ جب عصر کے بعد اپنی محفل منعقد کرتے تو جب تک آپ سے سوال نہ کیا جاتا آپ گفتگو نہ کرتے تھے۔ (۵۸)

(ب) خدمت حدیث

اب تک اتنے بڑے پیمانے پر کسی دوسرے محدث نے علم حدیث سے نہ زبانی نہ تحریری ایسا اشتغال کیا تھا جیسا اس عظیم محدث نے کیا۔ آپ نے تو علم حدیث کو گویا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور اپنی ساری توانائیاں اس کی خدمت میں صرف کر دیں۔ آپ کا حافظہ غضب کا تھا۔ آپ کو دس لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ اپنی مسند کو آپ نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث سے انتخاب کیا۔ بقول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، حضرت امام احمدؒ جب اپنے مسند احمد کے مسودہ سے فارغ ہو گئے، تو آپ نے اپنی تمام اولاد کو جمع کر کے کتاب کا مقصدِ تالیف اس طرح بیان فرمایا:

یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث سے انتخاب کر کے

جمع کیا ہے۔ یعنی اس کے طرق واسانید مختلف ہیں۔ پس اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے کسی حدیث کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف واقع ہو جائے تو انہیں چاہئے کہ اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔ اس کتاب میں اُس کی اصل مل جائے تو فبہا ورنہ اسے غیر معتبر سمجھیں۔

یہ واقعہ اور حضرت امام احمدؒ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ راقم الحروف کہتا ہے کہ امام احمدؒ کی مراد وہ احادیث ہیں جو شہرت یا تواتر کے درجے کو نہیں پہنچیں، ورنہ ایسی بہت سی مشہور احادیث ہیں جو مسند احمد میں نہیں ہیں۔ (۵۹)

محدثین حضرات جب تعداد احادیث بیان کرتے ہوئے دس لاکھ احادیث یا ساڑھے سات لاکھ وغیرہ احادیث کا عدد بتاتے ہیں تو ان کی مراد احادیث کے متعدد طرق اور مختلف اسانید سے ہوتی ہے، مثلاً ایک مضمون کی حدیث اگر کسی محدث کو دس مختلف شیوخ سے یا دس مختلف صحابہؓ کی روایت کردہ پہنچی ہے تو اگرچہ مضمون حدیث ایک ہی ہو وہ مختلف شیوخ یا مختلف رواۃ کی بنا پر محدثین کے نزدیک دس احادیث شمار ہوں گی۔ بعض احادیث بہت زیادہ طریقوں سے مروی ہیں، مثلاً حدیث: **"انّما الاعمال بالنّيات"**

سات سو ﴿۷۰۰﴾ طریقوں سے مروی ہے۔ (۵۹۔الف) فقہا کا نقطۂ نظر اس سے مختلف ہے۔ اُن کا اوّلیں مقصد اور مطمع نظر چونکہ ادلۂ شرعیہ (مثلاً احادیث وغیرہ) سے احکام مستنبط کرنا (فقہی مسائل معلوم کرنا) ہوتا ہے تو وہ ایک مضمون والی حدیث کو (اگرچہ اُسکے طرق واسانید متعدد ہوں) ایک ہی حدیث تصور کرتے ہیں۔ ہاں اگر مضمون حدیث بدل جائے تو پھر وہ اُسے دوسرے مضمون کے باعث دوسری حدیث تصور کرتے ہیں۔

''مسند احمد'' میں تعداد احادیث ۳۰ ہزار ہے۔ جن حضرات نے ۴۰ ہزار کہا ہے تو یا تو بشمول مکرر احادیث کہا یا ان زیادات کو بھی شامل کرلیا ہے جو حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے کی ہیں۔

''مسند احمد'' کو حضرت امام احمدؒ کے بیٹے عبداللہؒ کے شاگرد (ابوبکر قطیعی) کے شاگرد حسن بن علی بن المذہب نے ۱۷/۲ اجزاء پر تقسیم کیا ہے اور اس میں درج ذیل مسندیں ہیں۔

۱۔ مسند عشرۂ مبشرہ (مسانید حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت سعد بن

ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت ابو عبیدہؓ)

۲۔ مسند اہل بیت نبویؐ

۳۔ مسند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

۴۔ مسند حضرت عبداللہ بن عمرؓ

۵۔ مسند حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص وابی رمشہ

۶۔ مسند حضرت عباسؓ وابنائہ

۷۔ مسند حضرت عبداللہ بن عباسؓ

۸۔ مسند حضرت ابو ہریرۃؓ

۹۔ مسند حضرت انس بن مالکؓ، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

۱۰۔ مسند حضرت ابو سعید خدریؓ

۱۱۔ مسند حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ

۱۲۔ مسند مکیان (مکہ مکرمہ کے صحابہؓ)

۱۳۔ مسند مدینان (مدینہ منورہ کے صحابہؓ)

۱۴۔ مسند کوفیان (کوفہ کے صحابہؓ)

۱۵۔ مسند بصریان (بصرہ کے صحابہؓ)

۱۶۔ مسند شامیان (شامی صحابہؓ)

۱۷۔ مسند انصار (انصاری صحابہؓ)

۱۸۔ مسند حضرت عائشہ صدیقہؓ مع مسند النساء (صحابیاتؓ)

مسند احمدؒ کی ترتیب و تہذیب اور صحابہ کرامؓ کی بعض شہروں کی طرف نسبت کے بارے میں بعض غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت امام احمدؒ نے یہ کتاب بطریق بیاض جمع کی تھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب آپ کی نہیں ہے بلکہ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے اس طرح مرتب کیا ہے لیکن اس ترتیب میں اُن سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ بعض اہل مدینہ کو اُنہوں نے شامی بتادیا اور بعض اہل شام کو مدنی۔ (۶۰)

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ کی مسند احمد کی ترتیب تو افضلیت صحابہؓ کی بنیاد پر تھی

کہ پہلے حضرات خلفاء اربعہ (حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ) کی مسندیں پھر بقیہ عشرۂ مبشرہؓ کی اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ و حضرت ابن عمرو بن العاصؓ وغیرہ کی لیکن بعض دیگر مرتبین نے دوسری بنیادوں پر بھی مسند احمد کو ترتیب دیا مثلاً اصفہان کے بعض محدثین اور حافظ ناصر الدین بن زریقؒ بہ ترتیب ابواب اور حافظ ابو بکر بن محب الدینؒ نے بہ ترتیب حروف معجمہ۔

"مسند احمد" مطبوعہ بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء (جلدیں۔۶) صفحات جلد۔۱ (۴۶۶)، جلد۔۲ (۵۴۱)، جلد۔۶ (۴۶۸) کل صفحات تقریباً ڈھائی ہزار، گو صحابہ کرامؓ کی افضلیت کی ترتیب پر ہے تاہم حروف معجمہ کے اعتبار سے صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی مع جلد نمبر و صفحہ نمبر طویل فہرست بھی دے دی گئی ہے جس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ ۹۰۴ر صحابۂ کرامؓ کی روایت کردہ مسند احمد کی احادیث میں سے جس صحابی کی روایت کردہ حدیث بھی آپ معلوم کرنا چاہیں بآسانی جلد نمبر اور صفحہ نمبر کے ذریعے معلوم کرسکتے ہیں، اس فہرست سے صحابۂ کرامؓ کی روایت کردہ احادیث کو ڈھونڈنے میں سہولت ہو گئی ہے۔

"مسند احمد" (مسند ابی بکر الصدیقؓ) کی سب سے پہلی حدیث جس کی سند یہ ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ، عبداللہ بن نمیرؒ، اسماعیل ابن ابی خالدؒ، قیسؒ، ابو بکر صدیقؓ، اور یہ حدیث اس وقت کی ہے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے زمانۂ خلافت میں ممبر پر بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے کہ حمد و ثنا کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

یا ایھا الناس! انکم تقرؤن ھذہ الآیۃ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَایَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ وانا سمعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اِن الناس اذا رأوا المنکر فلم یغیّروہٗ اوشک ان یعمھم اللّٰہ بعقابہ۔ (۶۱)

اے لوگو! تم قرآن کریم کی یہ آیت (مائدہ۔ آیت ۱۰۵) "اے مومنو! اپنی فکر کرو۔ جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اُس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں" پڑھتے ہو (مگر اس کا مطلب غلط سمجھتے ہو کہ صرف اپنی فکر کرنی چاہئے اور تبلیغ کی ضرورت نہیں) مگر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب برا ہوتے دیکھیں اور اُسے روکنے اور تبدیل کرنے کی کوشش نہ کریں تو اللہ تعالیٰ جلد لوگوں کو عذاب میں مبتلا کردے گا۔

یعنی آیت کا مطلب یہ نہیں کہ تم صرف اپنی فکر کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دو بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی باز نہ آئے تو پھر تم اپنی فکر کرو۔ اُس کا کیا اُس کے آگے آئے گا، اور "مسند احمد" کی آخری حدیث حضرت یونس بن شداد بن الہادؒ کی ہے کہ:

خرج الینارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی احدیٰ صلاتی العشی الظهر او العصر وهو حامل حسن اوحسین الحدیث(۶۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شام کی دو نمازوں ظہر یا عصر میں ہماری طرف نکلے اور وہ حضرت حسنؓ یا حسینؓ کو اٹھائے ہوئے تھے۔

(ج) اساتذہ و تلامذہ

آپ کے بعض اساتذہ کا اس سے پیشتر ذکر ہو چکا ہے۔ اُن کے علاوہ درج ذیل اساتذہ سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ ابراہیم بن سعدؒ، یحییٰ بن ابی زائدہؒ، عبادہ بن عبادؒ، ابوداؤد طیالسیؒ، بشر بن مفضلؒ، یحییٰ بن سعید القطانؒ، اسماعیل بن علیہؒ، جریر بن عبد المجیدؒ، امام شافعیؒ، معتمر بن سلیمانؒ، علی بن عیاش حمصیؒ، عبدالرزاقؒ،

آپ کے اساتذہ کی طرح آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے اور اُن میں اپنے زمانے کے وہ عظیم و نامور محدثین بھی شامل ہیں جنہوں نے خدمت حدیث کے سلسلے میں پوری اُمت مسلمہ پر احسان کیا ہے۔ مثلاً حضرت امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، ابن مہدیؒ، شاذانؒ، آپ کے دونوں صاحبزادگان عبداللہؒ اور صالحؒ، بقی بن مخلدؒ، ابوبکر اثرمؒ، حرب کرمانیؒ، حنبل بن اسحٰق، شاہین میمونیؒ، یحییٰ بن معینؒ، علی بن مدینیؒ، احمد حواریؒ زیاد بن ایوبؒ، حسین بن منصورؒ، ابوقدامہ سرخسیؒ وغیرہ۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ کے بعض اساتذہ نے بھی آپ سے کسب فیض کیا اور آپ سے سماع کیا ہے، مثلاً حضرت امام شافعیؒ، وکیع بن الجراح، یحییٰ بن آدمؒ، عبدالرزاقؒ، ابوالولیدؒ، یزید بن ہارونؒ وغیرہ اور علم حدیث میں یہ آپ کے تبحر علمی اور کمال کا ثبوت ہے۔

(د) دورِ ابتلا سات ماہ قید اور ۳۴ کوڑے

دیگر ائمہ اور اکابر کی طرح حضرت امام احمدؒ پر بھی ابتلا کا دور آیا اور حکومت وقت کے ہاتھوں آپ کو بھی سخت تکالیف اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ دیگر ائمہ کی طرح بھی اس امتحان میں پورے اترے اور دین حق کی خاطر سخت تکالیف اور اذیتوں کے باوجود جادۂ حق پر مستقیم رہنے کی اُمت کے لئے قابل تقلید مثال قائم کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

یہ خلق قرآن کا گمراہ کن عقیدہ تھا جس کو امام احمدؒ سے زبردستی منوانے کے لئے حکومت وقت نے پورا زور صرف کر لیا، آپ کو قید کیا، ۳۴ کوڑے لگائے اور ہر طرح کی تکلیف اور اذیت پہنچائی مگر وہ حضرت امام کو متزلزل نہ کر سکے اور آپ اپنی اولوالعزمی کے باعث ہمیشہ کے لئے یہ فتنہ ختم کر گئے۔

بنو عباس کے ۳۷ حکمران ۱۳۲ھ تا ۶۵۵ھ (تقریباً ۵۲۳ سال) برسر اقتدار رہے، ان حکمرانوں میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے لئے درج ذیل تین حکمرانوں کا زمانہ ابتلاو آزمائش کا دور ثابت ہوا، جس میں حضرت امام احمدؒ کو خلق قرآن کا گمراہ کن عقیدہ تسلیم کرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔

۱۔	مامون بن ہارون	اقتدار ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ	(۲۰ سال)
۲۔	معتصم باللہ بن ہارون	اقتدار ۲۱۸ تا ۲۲۷ھ	(۹ سال)
۳۔	واثق باللہ بن معتصم	اقتدار ۲۲۷ تا ۲۳۲ھ	(۵ سال)

اور حضرت امام احمدؒ نے جب یہ غلط اور خلاف شریعت عقیدہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو نہ صرف آپ کو قید کر دیا گیا بلکہ آپ پر سخت تشدد کیا گیا۔ آپ کے صبر و تحمل اور استقلال کا ایک بہت اچھا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ لوگوں پر حق عیاں ہو گیا اور یہ غلط عقیدہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گیا۔ حکومت پر عوام کا دباؤ بہت بڑھ گیا اور حکومت اپنے اطوار بدلنے پر مجبور ہو گئی۔ چنانچہ واثق باللہ بن معتصم کے بعد جب اُس کا بھائی متوکل علی اللہ بن معتصم (اقتدار ۲۳۲ھ تا ۲۴۶ھ۔ ۱۴ سال) برسر اقتدار آیا تو اہلِ حق کے لئے حالات خاصے بدل چکے اور قدرے ساز گار ہو گئے تھے۔

مامون کے دور میں یونانی فلسفہ اور آزادانہ فکر و عقلیت کا بہت زور ہو گیا تھا۔ فلسفیانہ و آزاد فکر کو روشن خیالی اور اُس سے ٹکرانے والے مذہبی عقائد کو دقیانوسیت اور تنگ نظری تصور کیا

جاتا تھا۔ مامون سختی سے اِن فلسفیانہ افکار کا قائل تھا اور اسی لئے اُس نے حکومت کے سارے وسائل دینی فلسفیوں یعنی فرقہ معتزلہ کے پڑلے میں ڈال دیئے تھے۔ احمد بن ابی داؤد جو کٹر معتزلی تھا اُسے سلطنت عباسیہ کا قاضی القضاۃ بنادیا گیا تھا اور وہ شرعی عقائد مٹانے کے درپے ہوگیا تھا۔ دوسری طرف محدثین اور اہل حق کی جماعت تھی جو اِن آزادانہ اور خلافِ شریعت افکار کی مخالفت کرتی اور دین حق کا دفاع کرتی تھی۔

فتنہ پردازوں نے ''عقیدہ خلق قرآن'' کا شوشہ اسی لئے اُٹھایا تھا کہ مسلمانوں کے قلوب میں قرآن مجید کا جو سکہ بیٹھا ہوا ہے وہ متزلزل ہو جائے۔ قرآن کریم کی جو عظمت اور اس سے مسلمانوں کی جو وابستگی قائم ہے وہ کمزور پڑ جائے کہ جب قرآن مخلوق ہے تو پھر اس سے اتنی زیادہ وابستگی اور اسے حرفِ آخر سمجھنا خلاف عقل۔ اس کے برخلاف محدثین کا عقیدہ تھا کہ جس طرح اللہ پاک کی ذات قدیم ہے، اسی طرح اُس کا کلام (یعنی قرآن مجید) بھی قدیم اور اس میں یا اس کے احکام میں کسی طرح کا تغیر و تبدل ناممکن ہے، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اس عقیدے کی تباہ کاریوں اور فرقہ معتزلہ کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> خلق قرآن کی بحث ایک خاص علمی اور فلسفیانہ بحث تھی جس کا دماغی اثر (جیسا کہ بعض اعتزال دوست مورخین نے اعتراف کیا ہے) یہ پڑنا لازمی تھا کہ قرآن مجید کی عظمت و جلالت اور اُس کے لفظاً و معناً کلام الٰہی ہونے کا عقیدہ کمزور پڑ جاتا۔ معتزلہ کی ان تعبیرات کو محدثین غلط اور اُمت کے لئے مضر سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کی علانیہ مخالفت کی۔ معتزلہ روشن خیال اور آزادی آرا کا احترام کرنے والے مشہور ہیں، لیکن انہوں نے اس مسئلہ میں سخت غلو اور مذہبی جبر و استبداد سے کام لیا اور اپنی ناعاقبت اندیشی سے سارے عالم اسلام کو میدان جنگ اور دار الامتحان بنادیا۔ انہوں نے اس مسئلے میں اپنے مخالفین کے ساتھ وہ سلوک کیا جو قرون وسطیٰ میں ارباب کلیسا نے آزاد خیالوں کے ساتھ کیا تھا۔ بالآخر یہی سختی اور حکومت وقت کی سرپرستی مذہب اعتزال اور معتزلہ کے زوال کا باعث ہوئی۔ (۶۴)

اپنے مرنے سے چار ماہ قبل مامون نے ۲۱۸ھ میں والی بغداد اسحٰق بن ابراہیم کو پے درپے تین فرمان بھیجے جس سے اس کے اس عقیدے کے بارے میں جنون اور عجلت پسندی کا اظہار

ہوتا ہے۔ پہلے فرمان میں اس نے محدثین کی سخت مذمت کی اور انہیں شرارِ اُمت (امت کے شریر لوگ) ساقط الاعتبار اور مردود الشہادۃ قرار دیا اور اُن سرکاری ملازمین کو برطرف کرنے کا حکم دیا جو عقیدہ خلق قرآن کے قائل نہ ہوں۔ دوسرے فرمان کے ذریعے اُس نے والی بغداد کو حکم دیا کہ وہ سات بڑے محدثین کو اس عقیدے کا جبراً قائل کرے، یہ محدثین جبر کے سامنے جھک گئے اور حکومت کے ساتھ ہو گئے۔ تیسرے فرمان کے ذریعے اُس نے دو علما بشیر بن الولیدؒ اور ابراہیم ابن المہدیؒ کے قتل کا حکم دیا اور بقیہ علما جو اس عقیدے کے قائل نہ ہوئے تھے پابجولاں دربار خلافت میں حاضری کا حکم دیا۔ اب تک صرف چار علما تھے جو حکومت کے سامنے نہ جھکے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ، محمد بن نوحؒ، سجادہ، قواریری ان چاروں کو دربار خلافت میں بھیج دیا گیا۔ سجادہ اور قواریری بھی دوسرے اور تیسرے روز حکومت کے سامنے جھک گئے۔ اب صرف امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوحؒ باقی رہ گئے۔ چنانچہ ان دونوں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیوں میں مامون کے پاس روانہ کیا گیا مگر ابھی یہ لوگ مقام رقہ میں پہونچے تھے کہ مامون کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ اب ان کو اسی طرح ہتھکڑیوں بیڑیوں میں بغداد روانہ کر دیا گیا۔ راستہ میں محمد بن نوحؒ کا آخری وقت آ گیا اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے، اب صرف امام احمدؒ بچے مرنے سے پہلے مامون اپنے جانشین معتصم باللہ کو وصیت کر گیا تھا کہ وہ عقیدۂ خلق قرآن پر قائم رہے اور اس عقیدہ کے مخالفین کے ساتھ وہی سخت رویہ رکھے جو مامون نے رکھا تھا اور قاضی احمد ابن ابی داؤد کو بدستور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر برقرار رکھے۔ چنانچہ حضرت امام احمدؒ کو اب نئے حکمران معتصم کے پاس لایا گیا اور اُس کے سامنے بھی جب حضرت امامؒ نے اس غلط عقیدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو آپ کو اس انکار پر ۲۸ کوڑے لگائے گئے۔ ایک جلاد صرف دو کوڑے لگاتا پھر دوسرا تازہ دم جلاد بلایا جاتا اور وہ کوڑے لگاتا۔ ہر کوڑے پر حضرت امام فرماتے:

اعطونی شئیاً من کتاب اللّٰہ اَوسنّۃ رسولہٖ حتی اقو ل بہٖ

تم میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کوئی چیز پیش کرو تا کہ میں اُسے مان سکوں۔

مگر مامون کی طرح معتصم کو بھی جنون سوار ہو گیا اور اُس نے اپنے ظلم میں کوئی کمی نہ کی۔ اور وہ کوڑے ایسے شدید تھے کہ بقول ایک سپاہی ابراہیم بن مصعب ایک کوڑا اگر ہاتھی پر پڑتا تو

چیخ مار کر بھاگتا۔ اور اس طرح حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے محدثین کی لاج رکھ لی۔ امام بخاریؒ کے اُستاد اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد حضرت علی بن المدینیؒ آپ کی اسی قربانی سے متاثر ہوکر فرماتے ہیں:

اِنّ اللّٰہ اَعزّ ھٰذِ الدین برجلین لیس لھا ثالث : ابوبکر الصدیقؓ یوم الردّۃ و احمد بن حنبلؒ یوم المحنۃ۔ (۶۴)

اللہ نے اس دین کو دو اشخاص سے عزت دی اور ان میں ان کا کوئی تیسرا ہمسر نہیں: ایک ارتداد کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں احمد بن حنبلؒ۔

(ر) امام احمدؒ کا تقویٰ

حافظ ابو نعیمؒ نے حلیہ الاولیا میں آپ کے متعدد واقعات لکھے ہیں:

۱۔ آپ روزانہ دن اور رات میں تین سو نوافل ادا کرتے تھے اور جس دن آپ کو کوڑے مارے گئے اس دن بھی آپ نے ڈیڑھ سو نوافل ادا کیے۔

۲۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ تھا تو آپ نے نعلین گروی رکھ کر روٹیاں خریدیں اور جب امام عبدالرزاق نے آپ کو کچھ رقم دینا چاہی تو آپ نے شان استغنا کے خلاف سمجھ کر وہ رقم لینا گوارا نہ کی۔

۳۔ ایک مرتبہ حسن بن عبدالعزیزؒ نے تین ہزار دینار آپ کو پیش کرنا چاہے کہ یہ مال حلال ہے، آپ اسے اپنے کام میں لائیں، مگر آپ نے قبول نہ کئے، اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

۴۔ نوافل میں آپ سات راتوں میں پورا کلام مجید ختم کرلیتے۔ آپ کو اگر کوئی تلاش کرنا چاہتا تو آپ یا مسجد میں ملتے یا نماز جنازہ میں یا پھر کسی بیمار کی عیادت کرتے ہوئے۔

۵۔ امام احمد بن حنبلؒ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا۔ آپ کبھی اُسے چومتے اور آنکھوں سے لگاتے اور اگر کبھی بیمار ہوتے تو اُسے پانی میں ڈبوتے اور وہ پانی پی کر بیماری سے صحت یاب ہوتے۔

(س) وفات۔ بشارتیں

کوڑے کھانے کے باعث جو اذیت اور تکلیف آپ کو لاحق ہوئی وہ آپ کو آخری عمر تک ستاتی رہی، مگر آپ نے دین کا کام بدستور جاری رکھا، یہاں تک کہ ۷۷ سال کی عمر پا کر ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں جمعہ کے دن آپ واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو پیشاب میں خون آنے لگا تھا۔ طبیب سے پوچھا گیا تو اُس نے بتایا کہ فکر و غم نے آپ کے پیٹ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ (ذہبی)

آپ کی نماز جنازہ پر سارا شہر اُمنڈ آیا۔ تاریخ علامہ ذہبیؒ اور تاریخ ابن خلکانؒ میں نماز جنازہ پڑھنے والوں کا اندازہ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار خواتین لگایا گیا ہے۔ کسی جنازہ پر لوگوں کا اتنا ہجوم پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا، امام احمدؒ کے ایک پڑوسی ورکانی کہتے ہیں کہ امام احمدؒ کی وفات کے دن ۲۰ ہزار یہودی، عیسائی اور مجوسی مسلمان ہوئے تھے۔

۱۔ احمد بن محمد کندیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اے ابو عبد اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ امام احمدؒ نے کہا بخش دیا اور مجھ سے کہا اے احمد! ہمارے ہی لئے تم نے کوڑے کھائے تھے۔ میں نے کہا جی ہاں اے پروردگار، ارشاد ہوا اے احمد! لے میرا دیدار دیکھ لے۔ (۶۵)

۲۔ ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ مصر تشریف لے گئے تو مجھ سے فرمایا میرا ایک خط امام احمدؒ کو پہنچا دو اور اس کا جواب مجھے لا دو۔ میں خط لے کر بغداد پہنچا، صبح کی نماز میں امام احمدؒ سے ملاقات ہوئی۔ جب محراب سے اُٹھے تو میں نے خط پیش کیا اور عرض کیا یہ امام شافعیؒ کا خط ہے۔ امام احمدؒ نے دریافت فرمایا تم نے اس کو دیکھا تو نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ اُس کے بعد آپ نے مہر توڑی اور پڑھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ میں نے پوچھا اے ابو عبد اللہ! خیر ہے فرمایئے تو کیا لکھا ہے۔ فرمایا لکھا ہے کہ اُنہوں نے (امام شافعیؒ نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ ابو عبد اللہ کو میرا سلام کہہ دو اور کہہ دو کہ اُس کا امتحان ہوگا اور خلق قرآن کے قائل ہونے پر اُسے مجبور کیا جائے گا۔ وہ اس کو منظور نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے صلے میں تا قیامت اُن کا علم و نام روشن رکھے گا۔ ربیع کہتے ہیں میں نے کہا اے

ابو عبداللہ بشارت مبارک ہو۔ فوراً امام احمدؒ نے اپنی دو قمیصوں میں سے نیچے والی قمیص جو جسم سے متصل تھی اُتار کر مجھے انعام میں دے دی میں اس کا جواب لے کر مصر آیا اور امام شافعیؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ امام شافعیؒ نے دریافت فرمایا بولو بشارت کے صلے میں کیا انعام لائے ہو۔ میں نے کہا امام کا اُتارا ہوا کرتا۔ فرمایا کہ یہ تکلیف تو میں تمہیں نہیں دے سکتا کہ وہ قمیص ہی مجھے دیدو البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ اُسے پانی میں بھگو کر نچوڑ کر اور وہ پانی مجھے دیدو تاکہ میں اسی کو تبرک رکھوں۔ (٦٦)

۳۔ مروزی کہتے ہیں کہ میں نے وصال کے بعد امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے سبز رنگ کے دو حلے پہنے ہوئے تھے اور پیروں میں چمکتے ہوئے سونے کے دو نعلین تھے جن کے تسمے سبز زمرد کے تھے اور سر پر جواہر سے مرصع ایک تاج تھا اور وہ بڑے ناز سے چل رہے تھے، میں نے پوچھا اے ابو عبداللہ! یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا یہ جنت کے خدام کی چال ہے۔ پھر میں نے پوچھا اے اللہ کے حبیب! یہ آپ کے سر پر تاج کیسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھے اپنی جنت میں داخل کر لیا۔ میرے سر پر تاج رکھا اور اپنا دیدار مجھ پر مباح کر دیا، اور فرمایا اے احمد! یہ تیرے ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق'' کہنے کا صلہ ہے۔

۴۔ حشیش بن ورد کہتے ہیں کہ میں خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے پوچھا حضور ﷺ! احمد بن حنبلؒ کا کیا حال ہے۔ فرمایا عنقریب حضرت موسیٰ تشریف لاتے ہیں۔ اُن سے پوچھنا۔ جب حضرت موسیٰ تشریف لائے تو میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی! احمد بن حنبلؒ کا کیا حال ہے۔ فرمایا اُنہیں عیش و راحت اور تنگی و تکلیف میں مبتلا کیا گیا لیکن اُن کو ہر حال میں صدیق پایا گیا۔ پس اُن کو صدیقین کے ساتھ لاحق کر دیا گیا۔ (٦٧)

۵۔ مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز اُن سے کہا کہ آپ کے لئے بڑی کثرت سے دعا ہوتی ہے۔ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں استدراج نہ ہو (خدا کی طرف سے ڈھیل اور کسی غیر مقبول اور فاسد العقیدہ آدمی کی کرامت اور وجاہت کا ظہور) کیوں تم نے یہ کیسے کہا؟ میں نے کہا کہ طرسوس سے ایک شخص آیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہم ملک روم میں جہاد کر رہے تھے۔ رات کے سناٹے میں احمد کے لئے دعا کا شور ہوا، اور کہنے والے نے کہا کہ احمد

کے لئے دعا کرو! ہم امام احمد کی طرف سے نیت کر کے منجنیق بھی چلاتے تھے، اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دشمن کا ایک شخص قلعے کی دیوار پر کھڑا تھا اور سپر کو بالکل آڑ بنائے ہوئے تھا۔ ہم نے احمد کی نیت کر کے منجنیق چلائی اُس کا سر اور سپر اڑ گیا۔ یہ سن کر امام احمدؒ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور فرمایا خدا کرے یہ استدراج نہ ہو۔(۶۸)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن حجر عسقلانی: "فتح الباری" بشرح صحیح البخاری، لاہور دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء، ج۔۱، ص ۱۰۶،

۲۔ فقیر محمد جہلمی: "حدائق الحنفیہ" لاہور مکتبہ حسن سہیل / لکھنؤ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء / ص ۴۳، نقلا "عن" مفتاح السعادۃ

۳۔ ان مشائخ کے ناموں کے لئے دیکھئے، ایضاً، ص ۴۴ تا ص ۴۶،

۴۔ مفتی عزیز الرحمٰن: "امام اعظم ابو حنیفہ" لاہور مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۹ء / ص ۳۹ / ۴۰، نقلاً عنَ تنسیق النظام، ص ۱۰،

۵۔ ایضاً، نقلاً عنَ تنسیق النظام، ص ۱۰،

۶۔ ایضاً، ص ۳۶۔۳۷،

۶۔الف نقلہ، مفتی عزیز الرحمٰن، فی امام اعظم ابو حنیفہ، ص ۴۰،

۷۔ رشید اشرف سیفی: درس ترمذی، کراچی مکتبہ دار العلوم ۱۹۸۷ء / ج۔۱، ص ۹۳،

۸۔ مفتی عزیز الرحمٰن: امام اعظم ابو حنیفہ، لاہور مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۹ء / ص ۴۳، نقلاً عنَ مسند امام اعظم،

۹۔ ایضاً، ص ۴۴

۹۔الف سیرت النعمان، ص ۱۰۱،

۱۰۔ شاہ عبد العزیز محدثؒ: "بستان المحدثین" کراچی ایچ ایم سعید کمپنی ۱۹۷۶ء / ص۔۲۷،

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۶،

۱۲۔ عبد القیوم حقانی: دفاع امام ابو حنیفہؒ، اکوڑہ خٹک پشاور موتمر المصنفین ۱۴۰۹ھ، ص ۱۰۹،

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۰۸،

۱۴۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ: امام اعظم ابو حنیفہؒ، لاہور مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۹ء، ص ۱۶۵۔۱۶۶،

۱۵۔ فقیر محمد جہلمیؒ: حدائق الحنفیه، لاہور مکتبہ حسن سہیل / لکھنوٴ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء، ص ۵۴۔۵۵

۱۶۔ بستان المحد ثین، ص ۷۷۔۷۸

۱۷۔ حدائق الحنفیہ، ص ۹۸، مفتی عزیز الرحمٰن: امام اعظم ابو حنیفہؒ، ص ۱۸۵،

۱۸۔ بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی: ترجمان السنۃ، کراچی ایچ ایم سعید کمپنی، ج۔۱، ص۔۲۲۶،

۱۹۔ ایضاً، ج۔۱، ص۔ ۲۳۴، بحوالہٴ خطیب، ج۔ ۱۳، ص ۳۴۰،

۲۰۔ ایضاً، ج۔۱، ص ۲۳۴، بحوالہٴ جامع بیان العلم، ج۔۲، ص۔ ۱۴۹،

۲۱۔ شبلی نعمانی: سیرت النعمان، علی گڑھ ۱۸۹۳/ لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ص۔ ۴۹،

۲۱۔الف، ایضاً،

۲۱۔ب، ایضاً، ص ۳۸،

۲۱۔ج، مفتی عزیز الرحمٰن، امام اعظم ابو حنیفہ، ص ۵۹،

۲۱۔د، ص ۴۴ تا ۴۶،

۲۱۔ھ، رشید اشرف، سیفی، درس ترمذی، ۱/ ۹۲،

۲۱۔و، باب ۱۶،

۲۲۔ ایضاً، ص ۴۴۔۴۵،

۲۳۔ مولانا بدر عالم: ترجمان السنۃ کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ج۔۱، ص۔ ۲۵۱،

۲۴۔ ایضاً، ج۔۱، ص۔۲۵۱،

۲۵۔ حدائق الحنفیہ، ص۔ ۱۵۳،

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۳۵،

۲۷۔ ایضاً، ص ۱۰۸،

۲۸۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی: بستان المحد ثین، ص ۱۵۰،

۲۹۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۴،

۳۰۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۱،

۳۱۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۲،

۳۱۔الف، البدایۃ والنہایہ، ۱۰/ ۱۰۷،

۳۲۔ مولانا بدر عالم: ترجمان السنۃ، ج۔۱، ص ۲۴۳،

۳۳۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین، ص۔ ۲۰،

۳۴۔ ایضاً، ص۔ ۲۱،

۳۵۔ ایضاً، ص۔ ۲۸،

۳۶۔ ایضاً، ص۔ ۷۶۔ ۷۷،

۳۷۔ موطا امام مالک بروایۃ ابن زیاد تونسی، مطبوعہ بیروت (الطبعۃ الخامسۃ) ۱۹۸۴ء

۳۸۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: بستان المحدثین، ص ۳۸۔ ۳۹،

۳۹۔ ایضاً، ص۔ ۲۳۔ ۲۴،

۴۰۔ مولانا بدر عالم: ترجمان السنۃ مطبوعہ کراچی، ج۔ ۱، ص۔ ۲۴۱،

۴۱۔ علامہ غلام رسول سعیدی: ''تذکرۃ المحدثین'' مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء، ص۔ ۱۲۲،

۴۲۔ مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ: ترجمان السنۃ، ج۔ ۱، ص۔ ۲۴۵،

۴۳۔ تقی الدین ندوی مظاہری: ''محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے'' مطبوعہ کراچی، مجلس نشریات اسلام ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء، ص ۱۱۸،

۴۴۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین، ص۔ ۸۷،

۴۵۔ ایضاً، ص ۸۷۔ ۹۷،

۴۶۔ حافظ ابن حجر عسقلانی: ''تہذیب التہذیب'' ج۔ ۹، ص۔ ۲۵، امام شمس الدین ذہبیؒ: ''تذکرۃ الحفاظ'' ج۔ ۱، ص۔ ۳۶۱، خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، ج۔ ۲، ص ۱۶۴۔ ۱۶۶،

۴۷۔ ملا علی قاریؒ: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ کوئٹہ، ج۔ ۱، ص۔ ۲۱،

۴۸۔ سورۃ المرسلت: آیت ۳۵، ۳۶،

۴۹۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ: فضائل قرآن مجید، مطبوعہ کراچی، ص۔ ۹۷،

۵۰۔ مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی: ''ترجمان السنۃ'' ج۔ ۱، ص۔ ۲۴۶،

۵۱۔ غلام رسول سعیدی: تذکرۃ المحدثین، ص ۱۲۳، نقلاً عن حلیۃ الاولیا، ج۔ ۹، ص۔ ۱۳۲،

۵۲۔ مولانا بدر عالم: ترجمان السنۃ، ج۔ ۱، ص۔ ۲۴۶،

۵۳۔ مقالہ نگار اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ج۔ ۲، ص۔ ۶۱،

۵۴۔ امام ابن الجوزیؒ: مناقب الامام احمد، ص۔ ۲۲، ۲۳،

۵۵۔ ابوالحسن علی ندویؒ: تاریخ دعوت و عزیمت مطبوعہ کراچی، ج۔ ۱، ص۔ ۱۱۰، ۱۱۱،

۵۶۔ حافظ ابو نعیم الاصبہانیؒ: حلیۃ الاولیا، ج۔ ۹، ص۔ ۱۸۱،

۵۷۔ علامہ ابن جوزیؒ: مناقب امام احمدؒ،

۵۸۔ حافظ ابو نعیم الاصبہانیؒ: حلیۃ الاولیا، ج۔۹، ص۔۱۶۵،

۵۹۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: بستان المحدثین، ص۔۸۳،

۵۹۔الف، مولانا مناظر احسن گیلانی، تدوین حدیث، ص ۴۶،

۶۰۔ ایضاً، ص۔۸۰،

۶۱۔ مسند احمد بن حنبلؒ مطبوعہ بیروت ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء، ج۔۱، ص۔۲،

۶۲۔ ایضاً، ج۔۶، ص۔۴۶۷،

۶۳۔ ابوالحسن علی ندویؒ: تاریخ دعوت و عزیمت مطبوعہ کراچی، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، حصہ اوّل، ص۔۱۰۸۔۱۰۹،

۶۴۔ علامہ خطیب بغدادیؒ: تاریخ بغداد، ج۔۴، ص۔۴۱۸،

۶۵۔ مولانا بدر عالمؒ، ترجمان السنۃ مطبوعہ کراچی، ص۔۲۴۸،

۶۶۔ ایضاً، ص۔۲۴۷،

۶۷۔ غلام رسول سعیدی، تذکرۃ المحدثین مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء، ص۔۱۳۷،

۶۸۔ ابوالحسن علی ندویؒ، تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ اوّل، ص ۱۱۴، ۱۱۵،

تعمیر سیرت و کردار اور تطہیر افکار و قلوب و اذھان کے لئے پڑھئے

ماہنامہ تعمیر افکار کراچی

مدیر ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

رابطہ کے لئے

الف ۱ / ۳۳، بلاک ایف، نارتھ ناظم آباد کراچی